گویا، فقیر محمد خان

شاعری اردو

کداش

بعون صانع کن و کان فضل خلاق زمین و زمان

دیوان گویا

مطبع نامی منشی نولکشور مین بحسن بار ششم منطبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اوسکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحۂ سادہ مین کلیات و دواوین اردو و کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان – نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان مین بڑے مقرب و حاضر جواب تھے۔

کلیات ناسخ – عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہین ۱۔ شاہد عشرت ۲۔ سخن شعرا ۳۔ اشعار ناسخ ۴۔ مرغوب دل ۵۔ دفتر بیمثال ۶۔ گنج تواریخ ۷۔ چشمۂ فیض ۸۔ قند پارسی ۹۔ زبان ریختہ ۱۰۔ قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر۔

کلیات سودا – قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام۔

کلیات نظیر – اکبر آبادی۔

کلیات تراب – مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱۔ دیوان ۲۔ مثنوی عاشق صنم ۳۔ گھمریان ۴۔ شجرہ قادریہ۔

کلیات صنعت – کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت۔

کلیات ناسخ – دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی۔

کلیات آتش – طبعزاد سخنوران نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ۔

کلیات نظام – کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مردان علی خان بہادر۔

کلیات تسلیم – جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجۂ خوش فکری زباندان اور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔

کلیات میر تقی – اوستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر – کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین
۱۔ جلد اول و دوم یکجائی۔
۲۔ جلد سوم و چہارم یکجائی۔

کلیات مومن خان – جدید الطبع۔

بہارستان سخن – اسمین تین استادون کا کلام ہے ہمطرح اور ہمقافیہ غزلین۔ ۱۔ شیخ امام بخش ناسخ ۲۔ خواجہ بدر علی آتش ۳۔ مہدی حسین خان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمدیگر ترجیح بلا ترجیح کہنا زیبا ہے۔

دیوان رند مسمی بہ **گلدستۂ عشق** کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا – از موج خیزی طبع وقار مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی۔

دیوان غافل – کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ منور خان

دیوان فوق – از نتیجۂ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی فوق۔

بعون صانع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان گویا

مطبع نامی منشی نول کشور میں بحسن زیبائش منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلع

بہار مین ہو اگر ساقیا گلاب قلم
کھلے یہ غم سے نئی شیشۂ شراب قلم

عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم
کرے مداد سیہ کیونکر نہ اب خضاب قلم

قلم بناؤن جو منقار عندلیب کا مین
نہ بوستان کے سوا پھر لکھے کتاب قلم

لکھا ہی وصف جو او سرو تیری قامت کا
بنا ہے مصرعہ شمشاد کا جواب قلم

صفت لکھوں اگر او چشم نیمخواب کی مین
ہو مثل سبزہ خوابیدہ مست خواب قلم

خیال زلف مین مانند شاخ سنبل تر
ریاض فکر مین کھاتا ہی پیچ و تاب قلم

ریاض دہر مین ہی بعد رنج راحت بھی
کہ پھول کھلتے ہین ہوتا ہی جب گلاب قلم

یہی اشارہ ہی اب چشم مست ساقی کا
کہ وصف کشتی می مین چلے شتاب قلم

اگر مری گل مضمون کی وہ صفت پوچھے
صریر سے وہین بلبل کو دے جواب قلم

کرے صریر سے وصف اوس رخِ کتابی کا
رکھے یہ نوک زبان مطلبِ کتاب قلم

یہ کیا ہی دخل کوئی بات بیچ کے رہجائے
کہ صیغہ ساری ہین مضمون اور عتاب قلم

نہ کام لکھنے سے ہی اسے جنون نہ پڑھنے سے
رکھی ہی طاق پہ مدت سے یان کتاب قلم

خیال اگر خطِ مشکین کا ہو دمِ تحریر
تو بے مداد لکھے نامہ کا جواب قلم

کہو دلا کسے تصدق ہو مثلِ پروانہ
کہ وصف رخ سے بنا شمعِ ماہتاب قلم

بیاض چشم پہ لکھون مین حسرتِ دیدار
اگر بنے مژۂ دیدۂ پر آب قلم

کھون مین دیکھ کے قلمین رخِ مخطط پر
کتابی چہرہ سے پیدا ہوئی کتاب قلم

نہین ہی ڈر مجھے روزِ حساب کا زاہد
نہ لکھ سکیگا مرے جرم بیحساب قلم

ہمارے خط کو اگر پڑھ کے یار اے قاصد
اوٹھائے ہاتھ مین اپنے بے جواب قلم

نہ چل سکے کبھی مانند پائے خواب آلودہ
ہو بخت خفتہ کی خوبی سے مست خواب قلم

صدا ہے تار ہی نالِ قلم مین او مطرب
لکھی جو تیری صفت بنگیا رباب قلم

اگر لکھون صفتِ چشمِ مست ساقی مین
بنائے دائرون کو ساغرِ شراب قلم

لگائیگا مجھے نیز سے یہی ہی بس تعبیر
دیے ہین یار نے مجکو میانِ خواب قلم

جو وصفِ زاغ کمان لکھے او شکار انداز
تو اپنے ہاتھ ہو صورتِ غراب قلم

مین وہ ہون ساغرِ معجز رقم سن او بلبل
صریر سے تری نالو کا دے جواب قلم

اگر ڈبوئے شنجرف مین پئے تحریر
یقین ہی صورتِ گلگون چلے شتاب قلم

بھلا ہی فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے
زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

ہما ہوا ہی تری مدح سے وہ ای مولا — جو میرے ہاتھ مین تھا صورت غراب قلم
صفت ترے دندان کی گر بیان کرے — زبان دھوبے کی مانگے گہر کی آب قلم
لکھون مین شرح جو تیرے کلام رنگین کی — کرے مداد کو رنگینی سے شہاب قلم
ہو تیری مدح کا غفلت مین بھی خیال مجھے — لبِ ان نبض ہو جاری میان خواب قلم
مین رشک گلشنِ جنت کہون نیستان کو — جو وصف شیرِ خدا مین لکھے کتاب قلم
لکھون ترے سر مجروح کا جو مرثیہ مین — تو جاے اشک سیہ رو ئے خون ناب قلم
ہوا ہے جب سے کہ تحریر دفتر تقدیر — وہ تیرے ہاتھ مین ہو یا ابوتراب قلم
صفت لکھون مین اگر تیرے روے روشن کی — تو میرے ہاتھ مین ہو شمع ماہتاب قلم
لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز — کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم
ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق کلمہ — زمین پہ تو نے رکھا یا ابا تراب قلم
تو تیرے دشمنِ موذی کا نام مین لکھون — تو کھائے سانپ کے مانند پیچ و تاب قلم
چلے گا تیرے عدو کے لیے جو صورت تیر — کمان کے خانے مین رکھے گا یا تراب قلم
صریر کلک سے ہو شور الامان پیدا — جو صفحے پہ لگے لکھنے ترا عتاب قلم
لکھے جو وصف ترے قہر شعلہ افشان کا — بنائے طائرِ مضمون کو بھی کباب قلم
صریر کلک سے زہرہ ہو آب آتش کا — اگر لکھے صفتِ شعلۂ عتاب قلم
تری نسیم عدالت سے اگر گستر — ریاضِ خلد مین ہوتا نہین گلاب قلم
شہا یہ تیری عدالت کا گرم بازار — کبھی ہوا نہ سرِ شمع ماہتاب قلم

الٰہی تا کہ رہے صفحۂ جہان قایم — الٰہی تا کہ رہے دہر مین کتاب قلم
جہان مین شاہ ولایت کی دوست ہین جتنے — بجز ثواب نہ اونکے لکھے عذاب قلم
جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ — تو اونکی سر کو کرے تیغ بوتراب قلم
علیؑ کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو — تو رو سیہ کرے ایسی طرح شتاب قلم
لکھا کرون مین سدا وصف ساقیِ کوثر — پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم
اگر مرون مین الٰہی تو خاک سے میری — ہر اک کفن پہ لکھے نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل ہی جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے — بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا — کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے
بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل — شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
چمن مین کیجیے اشارہ جو سوے نخل حنا — تو ساتھ اشارے کے اونگلی برنگ مرجان ہے
ریاض دہر مین پھرئیے تو سایہ کی صورت — مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
چمن مین بات جو کیجیے تو منہ سے پھول جھڑین — اب ان دنون مین یہ فیض بہارستان ہے
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا — نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہے

۵

پڑھ ایک مطلع رنگین غزل گائی گویا
چمن ہمارے ... آب روان ہے جانان ہے

مطلع

پڑھون حضور معلے مین اوسکے اک مطلع
کہ بین ہون غیرت خاقانی اور رشک خاقان
خدا کے فضل سے جو آج شاہ شاہان ہے
اب اسکو دیکھئے دم کرمع اپنے نول کی
کہ جسکے شعر مین اصلاح شاہ دوران ہے
وہ کسطرح نہ بھلا شاعرون مین ہو ممتاز
یہ فیض تربیت غیرت سلیمان ہے
زمین مین آج رخ نعمان ہو اگر مضمون
کہ اب کلام مرا دم اصلاح گوہر افشان ہے
ہر ایک شعر مرا ایک ... سے سلک گم
سبب یہ اہتمام سے ہاتھ آسکے ظاہر مضمون ... ہے

مطلع

یہ وہ ہے شاہ کہ تن ہند کے لیے جان ہے
فروغ دیدہ اعیان چراغ دوران ہے
وہ نخل ہے کہ جنہین سلطنت مین قد تیرا
کہ حسین برکی عدالت ہر ایک احسان ہے
ستارہ تیرے سایہ مین شاہ ہر اک قریب و بعید
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

قطعہ ۶

[illegible]

قلم مین لکھتی ہی بالیدگی سی وقت رقم
دکھاو کھا گے رخ زخم و زلف کہتی ہین گلزار
زمین پہ دعوے سے دوڑائے ہاتھ گلچین نے
ہوا کے جھوکے سے اوڑ کر گرا جو یوسف گل
نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی
بجای بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی
بجا ہی کہیے ہر اک گھر کو خانہ باغ اگر
نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز
یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز
سمجھ کے دار امان آتی ہی یہان خلقت
سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند سج حل
سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
ہر اک صدف رخ دریا پہ ہے حباب آسا
نہ کس طرح کہیے اوسکو جہان شاہ جہان

ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے
اگرچہ ہمہ چمنستان یہ سنبلستان ہے
کہ اپنے سائے پر اوسکو خیال ریحان ہے
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے
پیالہ دیکھیو ساقی کہ دورستان ہے
ستون خانہ شمشاد در باغ یکسان ہے
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے
گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہے
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے
کہ خانہ شرف آفتاب تابان ہے
ہی بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے
کہ دست شاہ در افشان برنگ نیسان ہے
زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

[illegible]

جہان کو تیغ حوادث سے کسطرح ہو گزند
دعائین دے کے تجھے شب کو سوتی ہے خلقت
کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آ سکے چور
شہا ہے بازی ترے آگے تیغ بازی بھی
فراز دست عدو کیون نہ سیکھے باؤن سے
خرید کیجیے کوڑی کنار کی دے کر
ترا عدو جو سکندر بھی ہے شہا بالفرض
عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے
کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار
بجائے پر نکل آئے ہین استخوان تن سے
کیا ہے حکم جو تو نے نہ ربنو پاس شراب
اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر
لگے نہ پھر جہان مین کچھ اوسکا نعل بڑا
یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب سے تمثیل
عوض مین غنچہ کے توڑین گلابیان گلچین
پیالے ٹوٹتے ہین آپ مثل جام شراب
لکھین جو تختہ مرصع پہ تیری تعریفین +

کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان ہے
ہر ایک در کے لیے وزد مثل دربان ہے
کمند موج لیے سیل بھی گریزان ہے
سر عدو خم تیغ گوی و چوگان ہے
کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہے
متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہے
تو ڈر سے صورت عکس آئینہ مین پنہان ہے
ترا وہ جذبۂ آہن ربای فرمان ہے
کہ جو ہے صید وہ قربان پہ تیری قربان ہے
ہمارے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے
خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے
کہ نام سے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے
کہ بہر کشتی مے قہر تیرا طوفان ہے
فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے
بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے
ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے
تو خانۂ دو زبان آج گوہر افشان ہے

۷

زمین کو دامن گلچین کیا ہے جو بھر کر
نشان اوس کے یہ گل تیغ کا لعل افشان ہے
ترا سمند کرے دوڑ کے کا کو عزم
تمام عرصۂ دہر اوسکو تنگ میدان ہے
قدم قدم جو چلے وہ تو سب گلین کہئے
کبھی نظر سے ہے پنہان کبھی نمایان ہے

دیکھا جلوۂ دندان لب جانان کے برابر
رکھے ہیں گہر لعل بدخشان کے برابر
ابرو ہیں قاتل تری آنکھان کے برابر
خنجر ہیں رکھے صفاہان کے برابر
[illegible] ساتھ [illegible] ہے برابر
جس طرح کہ ہو [illegible] باران کے برابر
ہون بزم میں ہم [illegible] جانان کے برابر
[illegible] مجھ سے [illegible] ہون کے برابر

اوس کے لب جان بخش پہ ہم کہتے ہیں مسی
ظلمات ہے یہ چشمۂ حیوان کے برابر
[illegible] گلگشت چمن میں
شبنم ہے نمک [illegible] نمکدان کے برابر
[illegible] کی محبت نہین جاتی ام دل سے
[illegible] سمجھا ہون رگ جان کے برابر
ہون ابرو جانان کے تصور میں جو گریان
[illegible] قبلے کے باران کے برابر
کیا [illegible] کے نالون کو مرے نالے سے نسبت
ہو زاغ کہان مرغ خوش الحان کے برابر

یہ جلد رو ہے کہ پل میں نگہ سے غائب ہو	اگرچہ ڈیل میں وہ مثل چرخ گردان ہے
رکیگا نفی عدو کو ترے یہ ثابت ہے	کہ دونون دانتون سے اک شکل لا نمایان ہے
جو دیکھون فیل فلک رتبہ کو ترے تو کہون	برنگ کوہ یہ اے خسرو جہانبان ہے
نہین ہین دانت کہ فرہاد کے ہین دست دراز	نہین ہے سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھ سے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل	بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہے
ریاض دہر میں جبتک رہے گل خورشید	الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رعنا کی طرح تا شب روز	خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے
ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر	اگر یہ ہے چمنستان وہ سنبلستان ہے
زمین فلک پہ یہ جبتک ثوابت و سیار	زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر	جہان میں تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے
سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ	ہلال و مہر میں تا لطف گوی چوگان ہے
الٰہی تا رہے اور رنگ زر نگار سپہر	زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم	کہا کرے تجھے خلعت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین
شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

آنسو ہین روان لب پہ ہے دم چاک گریبان
ہے کون ترے بے سر و سامان کے برابر

جب خال سیہ دیکھیے رخسار پہ کیسے
ہندو کوئی بیٹھا ہے مسلمان کے برابر

چھالون نے مرے پاؤن کے آنکھو نپہ جگہ دی
سمجھے ہین ہر اک خار کو مژگان کے برابر

وہ رشک پری جا جو گلگشت چمن کو
ہو تختۂ گل تخت سلیمانؑ کے برابر

پروانہ بنے فاختہ اور شمع بنے سرو
یار آئے تو ہو بزم گلستان کے برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن
ہے مطلع خورشید درخشان کے برابر

مطلع

روتا ہون گھڑا ہین در جانان کے برابر
نہرین ہین روان روضۂ رضوان کے برابر

گل کھا کے بنا ہون مین گلستان کے برابر
نالے ہین مرے مرغ خوش الحان کے برابر

ہر چند کہ موزون ہے ترا سرو بھی قمری
لیکن نہ مرے سرو خرامان کے برابر

کہتا ہے خضر دیکھ کے سرخی تری لب کی
خون کس کا ہوا چشمۂ حیوان کے برابر

قربان مری ایسی اسیری کے رہائی
یوسف مرا آیا در زندان کے برابر

ایسا ہی جلا دیکھ کے تیرا قد و قامت
ہے سرو چمن سرو چراغان کے برابر

تم کشتون کے مدفن پہ جو آؤ تو سمجھ کر
لے جائے کوئی ہاتھ نہ دامان کے برابر

یہ عشق نے کیا آگ لگا دی ہے الٰہی
دوزخ بھی نہین سینۂ سوزان کی برابر

ہے موج ہوا تیر و کمان شاخ خمیدہ
بن تیر ہے ہر اک غنچہ ہے پیکان کی برابر

بوسہ وہ مین لے لونگا مسلمان ہون اگر
عارض کو نہ کیو کہین قرآن کے برابر

دارا ترے دروازے کے دربان کے برابر
جو خاک ترے در کی [illegible]

ابرو مہ نو رخ مہ تابان کے برابر
[illegible]

[illegible]

ہے نبی پر بہت نازاں فلک شب تار ... برابر
تو نام خدا ہے مہ تاباں کے برابر
دیکھے جو کوئی اوسکو تو ابھی کامل ... برابر
ہے گر روی برق درخشاں کے برابر
رفتار ہے ... تیری غائب ہو نظر سے برابر
گو دل میں ہے گنبد گردان کے برابر
جس وقت میں سوار وہ ہوا ہے جہان میں
ہو ... نگاہ ... نگاہان کے برابر
دامنوں کو اگر دیکھے دو شمین میں روشن ... برابر
خرطوم ہے ... شب ... ان کے برابر
تو ماہ ہے اور فیل ترا مثل فلک ہے
ہو اوج ہے سو برج مہ تاباں کے برابر
گویا کی زبان ہے ترے اوصاف میں قاصر
ہے گرچہ سخندانی میں حسان کے برابر
وہ بندہ ہوں اسے میرے خداوند کہ ا ... برابر
سرکار سے رکھدوں ترے فرمان کے برابر
گر سو ہوں زبانیں مری مثل الٰہی صد برگ
ہو شکر نہ ہم سے ترے احسان کے برابر
سر رکھ کے زمیں پر وہ دعا مانگوں خدا سے
جو پہونچے ابھی عرش کے ایوان کے برابر

بخشی ہے ترے روز حمایت نے یہ طاقت
گھلے میں جہاں کوئی نگہبان نہیں ہے
رہتا ہے شرر آب میں اب صورت مرجان
تا حُسن عدالت کا ہو پاسنگ ہم وزن
چوروں کی طرح ہاتھ لگے وزد حنا بھی
دروازے کھلے چین سے کیا سوتی ہے خلقت
ایسی ہے ترے عہد میں اسلام کی عزت
جو طوف ترے در کا کرے ہے وہی حاجی
گر تیری شجاعت کا کروں حال میں تحریر
افسانہ کہوں گر تری شمشیر دو دم کا
تلوار تری روز وغا برق نظر آئے
گر کاٹ سناؤں میں تری تیغ دو دم کا
ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی
بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
ہے اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید
جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا
اوڑنے میں اگر کہیے تو وہ رشک پری ہے

ہر طفل ہوا اب سام و نریمان کے برابر
وان گرگ سے تاثیر ہے چوپان کی برابر
ہے شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر
خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر
اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر
ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر
ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر
ہو جائے قلم خنجر بُرّان کے برابر
دشمن کو سلاؤں وہیں میدان کے برابر
سر دشمنوں کے قطرۂ باران کی برابر
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر
سایہ بھی ہے اک برق درخشان کے برابر
ڈانٹے تو اگر اوسکو تو بس ہان کی برابر
بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر
خصلت میں جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

ختم دیوان

۱۰

جب تک کہ بقا صاحبی خدا الٰہی کو ... برابر
حوروں میں رہیں خلد میں غلمان کے برابر
دشمن ترے پامال رہیں صورت سبزہ ... برابر
... زنجیر ان تیرے گلستان کے سر سبز برابر
پہنچے تری رخصت و اقبال کو رفعت
جو اوج پہ ہے فلک بھی ترے ایوان کے برابر

قصیدہ در مدح حضرت سلیمان زمین
خاقان زمان خدیو جہان پناہ زمین
ابو المظفر معز الدین جہاندار بادشاہ
غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

[illegible]

خیال

خیال سنبل خط مین جلون جو مین وحشی
زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا
فتادگی مری منظور کلک قدرت تھی
وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا مشق بیتابی
نظر پڑی تری سنبل کی جیسے بیتابی
فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی
وہ کوہکن ہون کہ دیکھین جو عزم کوہکنی
رقیب دیکھ کے کٹتے ہین اسلیے ہمکو
وہ ہم سخن ہو تو عیسی کا دم بھڑک جائے
مرے سبب سے جنون کا ہی سلسلہ باقی
کسی کے قامت موزون کا دھیان آیا ہے

قلم کی طرح مرے نقش پا ہین تحریر
شکست رنگ سے کرتا رہا ہون تقریر
جبین نقش قدم پر لکھا خط تقدیر
صریر کلک یہ رکھتا تھا تہمت تقریر
فرہ کی شکل ہے جنبش مین جوہر شمشیر
ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر
تو آب تیشہ روان ہو بجای چشمہ شیر
کہ آب تیغ سے اپنی ہوئی ہے خاک خمیر
یقین ہے معجزہ لب سے بول اٹھے تصویر
قدم سے ہے مرے آباد کوچہ زنجیر
تو چاہیے غزل عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ مین ہون پیر
لکھون جو مین وزلف و دہن کی مین اوصاف
کرو جو شرح جدائی تو ای کمان ابرو
ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ ای مجنون

اک آفتاب ہے مثل سحر گریبان گیر
کہین یہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر
جدا ہین لب سوفار سان لب تقریر
دکھائی دیتی نہین صورت صدا زنجیر

۱۱

ترے غضب کی صفت میں لکھا ہے جو مطلع
تو مثلِ شور قیامت ہوئی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ قہر سے تیرے ... تجلی تیر
ابھی ہو طائرِ رنگِ حنا تلک نخچیر
کبھی جو وہ ترے بجلی ... دکھا دے
مثالِ طوق بنے ماہِ نو فلک ہو اسیر

مطلع

... تری حفاظت سے ... ہوئے ہیں تیر
... ہوا نہ زاغِ کمان آج تک ...
... اگر زمانے میں ظالم ہیں ...
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ...
تری نسیم کرم گر نہ آئے چمن میں ...
خراب پانی سے ہو شکل گلشن تصویر

ترے کرم کی بدولت یہ مال و زر ہے حقیر
اگر خاک در کی طرح پائمال ہے اکسیر

نہ کیون ہو صورتِ درج گہر دہان سوال
کہ تو ہے بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر

ترے کرم سے گدا بے نوا ہوا ایسے
کہ مثلِ آب گہر ہو گئی ہے موج حصیر

زبسکہ ہے ترا دریای فیض طغیان پر
گدا نے آب گہر سے کیے ہیں گھر تعمیر

ترے بہار کرم کا یہ فیض ہے جاری
نکل کے صفحے سے اوڑتی ہے بلبل تصویر

کیا ہے سرو کو آزاد تو نے گلشن میں
صفات بندہ نوازی ہو مجھ سے کیا تحریر

لگے ہیں نخل تصاویر میں بھی پھول اور پھل
نہال ہیں تری بخشش سے گلشن تصویر

غریق آب گہر ہے فقیر کی کشتی +
ترے کرم سے ہوا پانی پانی ابر مطیر

طلب جو کرے جو کوئی مشک اوسکو بخشے ختن
جو شال مانگے کوئی بخشدے ہوا سے کشمیر

جو دیکھی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش
گدا کو گاوِ زمین دے بجائے کاسۂ شیر

پڑھو اک اور بھی مطلع تری صفت میں غلام
شہا اگرچہ ہے قاصر مرالب تقریر

مطلع

یہ ہی ترے درِ دولت کی خاک کی تاثیر
کہ جس فقیر کو دیکھو ہے صاحب اکسیر

لکھے گا منشی گردون کچھ اپنا حال تجھے
ترا وہ رتبہ ہے اے آفتابِ عالمگیر

یہ کہکشان کا نہیں خط فلک کے صفحہ پر
کہ عرضداشت کی مدا و سنے کی شہا تحریر

وہ تیر مو عدل و حفاظت میں اب لکھو مطلع
کہ جس کا مطلع ثانی ہے مہر عالم گیر

[illegible]

قصیدہ

[illegible]

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین
فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طے وہ کرے

جو دیکھیے اوسے نام خدا تو اوڑتا ہے
اوسے ہے تازیانہ تازیانے سے افزون

سوار فیل پہ دیکھین تجھے تو سب یہ کہین
لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون

جو فیلبان ہے فرہاد تو ہے تیشہ کلک
یہ جلد رو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز

نگہ کو تا بڑہ ہوئی آنے مین تاخیر
تری سمند کو کیونکر کہون نہ عرش مشیر

بجا ہے رنگ پریدہ کے گر لکھے تصویر
جو دیکھیے تو نکلجائے صفحے سے تصویر

کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر
قلم نے آج تلک جو کیا نہو تحریر

پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمۂ شیر
اگرچہ سطرین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر سکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شالبب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ اپنے اے مولا
الٰہی تا رہے قائم یہ آسمان و زمین

فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد
مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو

نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جبتک
کمان چرخ تری دوست کی ہو حلقہ بگوش

الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے
کہ تو ہے شاہ زمن مین ہون تیری در کا فقیر

الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر
الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر

ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر
سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر

ترے عدو کو لگا دے شہاب ثاقب تیر
کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

دیوان گویا ۱۳۱

یہ عندلیب کو ہے خوف موڑ نہیں سکتی
ہوا کے صدمے سے ہو گئے ہین گل جو بخوف
صفا روش کی نہیں کچھ بیان ہو سکتی
نظر کرو تو پھسلنے لگے ہے پائے نظر
عجب نہیں ہے جو ہون آہوؤں کی شاخین سبز

[illegible]

[illegible]

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا ہین آئینہ وار	کہا خرد نے کہ ای سادہ لوح فکر نکر
بہار فیض سے او سکے ہے یہ جہان گلشن	ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر
محیط پنجۂ مرجان لگی ہی نکالے ہاتھ	سخی بھی دست سخا کے ہین اوسکو دستنگر
تمام خلق کو اوس نے زر سے نہال کیا	برنگ غنچہ ہے مفلس کی مشت مین بھی زر
پڑھون حضور مین اب لاجواب اک مطلع	اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر	کہ پھل تو رکھتی ہے تلوار اور پھول سپر
ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندۂ جاوید	یہ کیا ہے دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر
فقیر در پہ ترے جو گیا بنا وہ غنی	کہ تیری خاک قدم مین ہی کیمیا کا اثر
نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا	نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر
ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی	جو نکلے آنکھ سے آنسو وہین بنے گوہر
ہلال بنتا ہے تسلیم کو مہ کامل	صباح آتا ہے مجرے کو خسرو خاور
نگاہ گرم سے گلشن برنگ مجمر ہو	شمیم لطف سے بنجائے مثل گل اخگر
جہان کو ہے یہ تری چشم پرورش سی فیض	کہ طفل اشک کو دامن ہی دامن مادر
ترے تو عہد مین غم بھی یہ راحت جان ہے	کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہی شمع روشن تر
مثال سرو بنے شمع باغ ہو محفل	کرے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

سہرا

[illegible]

قصیدہ در مدح حضرت سلیمان جاہ خاقان زمان ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

[illegible]

۱۵

ہوا ہے آتشِ گل سے یہ عالم گلزار
عجب ہی نام خدا لطف رنگ خاک چمن
نسیم گل مین ہے تاثیر معجزۂ عیسیٰ
خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین
گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو
جو گرد باد اوٹھے باد سے بنے وہ سرو
چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر
جو باد صبح بنا گوش مین کرون مین آہ
زمین تو غیرتِ آئینہ ہے عجب کیا ہے
اوگا ہی خندۂ گل تخم اشک بلبل سے
بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے
خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی نزاکت سے
کہین نظر کے نہ صدمہ سے نیلوفر ہو جائے
یہ پاس ناز کی شاخ گل ہے گلشن مین
برنگ عارضِ خوبان ہین صاف دیوارین
شراب اوس ہے گل جام غنچہ مینا ہین
چمن مین پھرتی ہی مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی

کہ نخل طور ہین گلشن مین اک قلم اشجار
خالی ہوتے ہین پای بتان دم رفتار
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار
کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار
عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہو وہ گلرخسار
چلے جو باد خزان بھی تو ہو نسیم بہار
تو صفحے سے وہ نکلجائے ہے یہ جوش بہار
زبان تک آتی ہی آتے ہے نسیم بہار
لگے جو بو لینے طوطی سبزۂ گلزار
کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار
رکھین جو شاخ ثمر دار پر عصا ہون بار
ہوا ہی رنگ بھی اپنا گلون کے اوپر بار
نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبل زار
کہ دم چرائے ہوئے پھرتی ہی نسیم بہار
مثال گیسوے محبوب سایۂ دیوار
نسیم لاتی ہے گردش مین اونکو ساقی وار
کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن
حیات میں ہون لبان صدف دُرِ شہوار

لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو بار نبیح
قدم کے فیض سے اکثیر ہووے گرد و غبار

صبا کرے جو ترے جود کا چمن میں بیان
تو گل صدف بنے شبنم بنے دُرِ شہوار

کرون میں عرض وہ رنگین مطلعِ ثالث
کہ جسپہ برگ گل تر ہزار کیجیے نثار

مطلع

ترے سحاب کرم کا جو دشت میں ہو گذار
تو شاخیں آہوؤن کی سبز ہو کے لائین بار

زمین پہ ہاتھ جو تو دھو دے اے سحاب کرم
تو آب خاک کو کردے طلائے دست افشار

جہان اہل جہان تیرے زیر دست ہیں سب
زمین پہ دستِ سخاوت ترا ہے ابر بہار

ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر
مثال قیصر و خاقان ہین تیرے خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہین سلیمان ہے
ہون دست بستہ کھڑے انس و جن یمین و یسار

اگر بلندی اقبال کا نظارہ کرے
سرِ فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظل الٰہی ہے اور خلیفۂ حق
قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہو وے عرش وقار

چلے رکاب سعادت پکڑ کے افریدون
بجا ہے کہیے جو دارا کو غاشیہ بردار

رکھا جہان کہ قدم تو نے اے سحاب کرم
بنا ہے ابر در افشان زمین سے اوٹھکے بخار

ہر اک صدف ہی تھی اب لبان درج حباب
ترا جو دست سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیب سحر چاک بخیہ خورشید
شمیم زلف جو ہو تیری حامی شب تار

[illegible]

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہین بنا تا ہی پا او سکے خو فنا جولان سے
گر اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی

عیان ہے صاف شبِ قدر سر کی چوٹی سے
ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے

دم سیاہ ہی یون جلوہ گر سرِ تو سن
پھر آئے روی زمین سب وہ گام اول مین

یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا
شہا صفت تری توسن کی مجھسے کیجئے بیان

سوار ہووی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہی گھٹا

اگرچہ دائرے حلقے ہون سطرین ہون زنجیر
جو پانی پھیکے وہ خرطوم سی کہین دہقان

نہ گرد کھینچ لے جب تک کہ چہرخ سی دلوار
تو شکل برق بنے بھر مرا لبِ اظہار

طلوع صبح ہے اوسکے جبین پرانوار
ہے اوسکی گردن موزون پہ بال سی یہ بہار

کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شبِ تار
کہ جیسے صفحۂ قرطاس پہ پھرے پرکار

لگائے ساز مین مطرب جو موی بال کا تار
خوشا وہ مرکبِ عالی کہ جسپہ تو ہو سوار

تو کہیے تو مہ تابان ہی اور وہ شبِ تار
کہین چمک گئی بجلی جو دیکھ لین رفتار

نہ ٹھہرے قسیہ بھی مضمون تیزی رفتار
ہماری کشت پہ برسا ہے آج ابرِ بہار

کرون دعا پہ قصیدے کو ختم اے گویا
کہ مدح کر نہین سکتا مرا لبِ گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین
الٰہی تا ہی گلزار خلد و باغ جنان
بگوش دل سنین جبتک سخن کو صاحب فہم

مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان یکبار
چمن مین پھرتی رہی جبتلک نسیم بہار
صدف مین قطرۂ نیسان ہوتا در شہوار

خون رووُن چشم زخم سے مین تیری یاد مین
یارب نشانہ ہون تری الفت کے تیر کا

دل تڑپے مثل برق ترے ذوق شوق مین
عالم ہو میری چشم مین ابر مطیر کا

روشن ہو تیری یاد سے دل مثل آفتاب
عالم جبین مین سجدے سے ماہ منیر کا

[illegible]

[illegible]

سلطان

سلطان مرسلین کی گویا صفت کرون
کیا منھ بھلا ہے مجھ سے فقیر حقیر کا

مصور تھا جو وقت مرگ اک لیلی شمائل کا
مرے تابوت پر دھوکا ہوا مجنون کو محمل کا

وہی تھا جسکو مین سمجھا من و تو ایک مدت تک
رہے غفلت رہا مین مدعی دعوای باطل کا

تعلق ہوئے دامنگیر سالک کا یہ ممکن ہے
نہین اب روان کو خوف موجونکی سلاسل کا

نہین ہے علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی
تڑپنا آپ ہی اوستاد ہی تعلیم بسمل کا

خدا کی یاد سے غافل نکر اس تخلبخا کی کو
کہ نور ذکر رونق بخش ہے اس مہرہ گل کا

لبسان اشک بے تاثیر ہین اس کشت عالم مین
ارادہ میرے دانے سے نرکھے کوئی حاصل کا

نہین ملتی ہے ہاتھون کو گریبان کبھی صحبت
پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محمل کا

ہویدا ہے سواد منزل مقصود زاہد کو
نہ پہونچا کعبہ کو جو نا بلد ہے وادی دل کا

سینہ زندان تن ہے روح صافی کیون نگھبرائے
ملک کو کسطرح خوش آئے مسکن چاہ بابل کا

نکھیون سے دریا تشنگی مین بدیاغی سے
اگر مین غرق ہون دامن کبھی پکڑون نہ ساحل کا

بھرا ہے جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
یہ مینائے فلک شیشہ ہے اک زہر ہلاہل کا

ازل سے چلتے چلتے گو رتک پہونچے ہین مشکل سے
کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کی منزل کا

برنگ خوشئہ انگور تھین لاکھون گرہ دل مین
کھلا اک جام سے ساقی کے عقدہ میری مشکل کا

زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئی دل کے
نظر کی بند پردہ اوٹھ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریا الفت سے
بایں قربت ہمیشہ خشک لب رہتا ہے ساحل کا

مین مانگی جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو	وہان زخم سے مین کام لون لبہای سائل کا
زمین پر یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہے	قدم ہر عرش پر پڑتا مرے خورشید منزل کا
تو وہ ہی شمر و تجھسے اگر تشبیہ دیتا ہون	فلک پروانہ بنجاتا چراغ ماہ کامل کا
آلہی زلف سے آئینہ رخ صاف کہ بیٹھے	کہ ہے بیجا الجھنا ہر کسی سے کام جاہل کا
شب فرقت کا گر وہ حال پوچھی کیسا ای قاصد	بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا
جو وحشت مین قدم رکھون زمین پر آسمان کانپے	ہلا دی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا
بتنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ہی تا	بتادی قضا جو گھاٹ مجکو تیغ قاتل کا
جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بھی دکھاؤنگا	وہان زخم سے لونگا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہی وہ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھسا دیوانہ پیدا نہوگا	ہوا ابھی تو پھر ایسا رسوا نہوگا
نہ دیکھا ہو جسنے کبھی اوسکے آگے	ہمین لن ترانی سناتا نہوگا
گیا ہوگا گلگشت کو جبکہ وہ گل	تو گلزار پھولا سمایا نہوگا
قیامت کے منکر جو ہین اے ستمگر	ترے قد و قامت کو دیکھا نہوگا
کبھی اسکی ہمسے نجائے گی ہر گز	فلک جبتلک خوب سیدھا نہوگا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

اور گویا سے وہ کیا کہتا ہے
پڑ گیا ہے عکس اوسمہ رو جو تیرے گال کا
ماہ کامل بن گیا ہے چاند تیری ڈھال کا
طوق ہو میرے گلے مین حلقہ خلخال کا

۲۰

عجب سے آکے [illegible] کھا گئے [illegible] بن موسے کم بنتا ہے پھندا بال کا
صاف ہو جاتا ہے دھوکا نعل کی تمثال کا
شیشے کی تمثال پر عکس دہان [illegible] کی تمثال کا
بندھ گیا مضمون جو تیرے حقہ کی تمثال کا
کیا دھوان دھار آج [illegible] شعر موزون ہو گیا
[illegible] ن کی کھال کا
[illegible] جنون [illegible] ہمت [illegible]
[illegible] پریشان حال کا
[illegible] ظالم ہوا [illegible] بر بال کا
دیکھکر رفتار او ظالم ہوئی پامالی [illegible]
کم نہین تلوار سے چلنے سے عالم چال کا
کیون نہ بن جائے زمین قدمون سے تیرے آسمان [illegible]
ی برنگ ماہ نو سایہ تری خلخال کا
[illegible] عکس رخ سے بنا خوشبو [illegible] ڈھال کا
رونق [illegible] بنگیا ہے صاف روغن ڈھال کا
بھیجکر خط انتظار ایسا کیو [illegible] کا
ہوگیا آنکھون مین آخر عارضہ پربال کا

یا نہ لاکے رو یا کہ بہونچا تا فلک دریا اشک	عقرب گردون پہ دھوکا ہو گیا گھڑیال کا
دیکھکر داغ دل سوزان مرا نالان ہوا	آفتاب حشر کو دھوکا ہوا گھڑیال کا
جو اوٹھاتا ہے طمع سے ہاتھ وہ بے رنج ہے	طائر رنگ پریدہ کو خطر گیا جال کا
پانو نہین پہنا جو تو نے ماہ کامل بنگیا	تھا برنگ ماہ نو حلقہ تری خلخال کا
جب تری منہ سے دھوان نکلا بنا ابر بہار	دم مین کھلجائیگا غنچہ بھی تری ہنسال کا
مت چھپا رخ کو لب بام فلک بے نور ہے	مہرومہ مین بن تری عالم ہوا تبخال کا
اسقدر دلچسپ ہے شکل اوسکی گر بچا ہے عکس	نقش ہو آئینہ تصویر مین تمثال کا
دیکھ لیتا ہون جو مہرومہ کو بارہ مرتبہ	پھر تو ہوتا ہی یقین اوس [illegible] کو سال کا
جو کہ دنیا مین ہے وہ پستا ہے تیری چال پر	باغ عالم مین ہی عالم سبزۂ پامال کا
قتل کرنیکو جو آیا ہو گئی بس مجکو عید	تیغ قاتل کو مین سمجھا چاند ہے شوال کا

پانون پڑتے ٹھوکرین کھائی گئی گویا کہ عمر
نقش پا ہے پارہ نامۂ اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز اسمین تری چال کا	اب زمین شعر مین بھی خوف ہی بھونچال کا
مردی جی اوٹھتی ہین سنکر ہے یہ طرز گفتگو	ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم چال کا
ابر کہتے ہین جسے ہے سایہ مژگان تر	دامن دریا ہے اک گوشہ مری رومال کا
خون ناحق لے نہ سر پر مہندی ہاتھون مین مل	دل پسا جاتا ہی او ظالم تری پامال کا
چاندنی کا دانکو بھی زخمی تری کہتے ہین خوب	پرتو افگن ہے زمین پر چاند تیری ڈھال کا

[illegible]

کون سویا تھا کھول کر زلفین
تار سنبل ہے تار بستر کا

اوسنے صندل لگایا ماتھے پر
درد دونا ہوا مرے سر کا

کیا بنائی کمان ابرو کی
چومیے ہاتھ اوس کماںگر کا

طائر جان کو نامہ بر کیجیے
کون احسان لے کبوتر کا

کھو ابر بہار سے آئے
دیکھ لے جوش دیدۂ تر کا

وہ پری رتبہ مین سلیمان ہے
نقش پا آئینہ سکندر کا

خال بھروسے دی ہے جو تمثال
ہے فلک پر دماغ اختر کا

زخم پانی چراتے ہین ظالم
مین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گرد کھاؤن اے گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہے ہمکو حلقہ دام کا
ہو کف صیاد مین دانہ تمھارے نام کا

گر کبھی ہچشم ہو چشم بت گلفام کا
پوست کھینچا جائے اس تقصیر پر بادام کا

کھلگیا گیسو چمن مین گر بت گلفام کا
موج بوی گل نمین عالم ہوگیا گلدام کا

آنکھ پڑتی ہے جوای صیاد ہر نخچیر کی
آنکھ کا ڈورا ہے کیا ہر ایک ڈورا دام کا

مجھ مین اور اوس مین اب باہم ہجوم اختلاط
دخل ہو سکتا نہین ہیچ مین پیغام کا

بھول جائے اپنا بل کرنا ابھی شاخ غزال
پیچ دکھلادی جو تو گیسوے عنبر فام کا

تھی یہ الفت چشم جانان سے مجھے طفلی مین بھی
شیر کے بدلے سدا شیر اپیا بادام کا

ہو گیا تاراج اپنا کشور صبر و قرار
ملک مسی پان کا کھانا ہمین شبخون ہوا

انقلاب عرض آخر چرخ نے دکھلا دیا
بن کے وہ لیلی تماشائی مین مجنون ہوا

[illegible]

حق پہ سر کٹوا دیا ہے اب تو مین نے دیکھ لو
مثل دوزخ جسم سے جنت مین اٹھتا ہی دھوان
وصل کا وعدہ وہ کب لکھتا ہی نامہ مین مجھے

طعن ناحق ہے جو سر کاٹا گیا منصور کا
بعد مردن بھی یہ عالم ہے تن محرور کا
نام وصلی پر نہین لکھتا جو مجھ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہے ذلیل
حوصلہ تو دیکھیو گویا ہے بے مقدور کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور کا
وصف گر لکھون مین اسکی عارض پر نور کا
دیکھ لے آگے زمین کے آسمان ہوتا ہی خم
اشک مثل آبلہ ہین اور مژہ ہی چشم خار
جای حق پڑھنے لگین زاہد انا الحق جذب سے
جس نے دیکھا بس وہین رونے لگا مانند زخم
جام مے بے یار ہمکو آفتاب حشر ہے
لب کبھی شکوے سے اپنے آشنا ہوتی نہین
بنگیا وہ طور مین جس کوہ پر نالان ہوا
شمع سان سو بار سر کٹ کر مرا پیدا ہوا
اپنے جھومر کو جو وہ دیکھے نگاہ مست سے
ابر تر مژگان تر ہے برق آہ شعلہ بار

زخم ہے ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا
ہاتھ مین میرے قلم بنجائے شعلہ طور کا
خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا
ضعف سے اب چشم کی گردش سفر ہی دور کا
رشتۂ تسبیح گر ہو پنبۂ منصور کا
چشمۂ خورشید ہے چشمہ مرے ناسور کا
قلقل مینای ساقی صاف نالہ صور کا
ہی دہان شکر ہر اک زخم مجھ مشکور کا
نالۂ سوزان فتیلہ ہی چراغ طور کا
بوجھ او تری پر نہ جھکارا ہوا مزدور کا
ہو ہر اک موتی مین عالم دانۂ انگور کا
بیقراری سے یہ نقشہ ہی ترے رنجور کا

چاند قاتل کی سپر کا جب عیان ہو جائیگا / جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہو جائیگا
جی نکلجائیگا تن سے تو گیا صیاد اگر / طائرِ جان دیکھنا بے آشیان ہو جائیگا
حسنِ روز افزون دکھائیگا جو وہ یوسف جمال / پیر مانندِ زلیخا پھر جوان ہو جائیگا
سوت جب یک آئی پھر ملی اوس سے تو کیا / فائدہ گر وہ ہوا تو یہ زیان ہو جائیگا
مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ تربت پر مری / ابرِ رحمت کا مقرر سائبان ہو جائیگا
وصف قاتل کا کرونگا مین جہان زخم سے / ٹوٹ کر رہگیا خنجر زبان ہو جائیگا
ای معلم مت پڑھا اوس طفل کو زیر و زبر / جنبشِ لب سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا
ہوگی زلفون سی صفائی روئے جانان کی سبب / صلح ٹھہری گی جو قرآن درمیان ہو جائیگا
جلوہ فرما ہی جو اب تیرے لبِ شیرین کے پاس / سبزۂ خط طوطیِ شیرین زبان ہو جائیگا
کھولدینگے شملہ روز لفین تو رو دیگا جہان / آنکھ سے نکلینگے آنسو جب دھوان ہو جائیگا
پست ہوگا آسمان ہوگی زمین سے سربلند / میرے نالون سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا
جو ہوا کامل وہ کرتا ہے خموشی اختیار / ماہ تو جب بدر ہوگا بے زبان ہو جائیگا
آستانِ یار چھوٹیگا نہ بعد از مرگ بھی / سنگ مدفن مجکو سنگِ آستان ہو جائیگا
دل جلا تو آئیگا لب پر مقرر دود دل / آگ بھڑکے گی وہان ویران ہو جائیگا
شرح موباف اوسکی چوٹی کا نظر آیا اگر / وصل مین مجکو شب خون کا گمان ہو جائیگا
شور ہوگا چار سو اے یار المشتاق کا / ایکدم بھی تو جو نظرون سی نہان ہو جائیگا
ایک دل دینگے ہزارون اوسکی بو لینگے ہم / فائدہ ہوگا بہت تھوڑا زیان ہو جائیگا

کسی غمخوار کا غم سینے مین مہمان ہوگا
جب سے چھوٹا ہون مین اپنا ہی زندانبان ہوگا
یا رب آباد یہ کب خانۂ زندان ہوگا
کوچۂ یار وہ جنت ہے جو وان رونق ہے
طفل اشک آنکھ سے نکلیگا تو غلمان ہوگا

[illegible]

[illegible] ۲۴

یہ اندنون مرے [illegible] بازار
قدم رکھا جو [illegible] پسند ہوا
جو خال [illegible]
ستارۂ سحری [illegible] پسند hua
بنا تھا یاد مری [illegible]
نکھار سے [illegible] پسند hua
کمان بھی دیکھ کے منھ پھیر [illegible] عجیب
مین وہ ہدف ہون کہ ناوک کے نا پسند hua
ملا دیے لب ساقی سے لب بصورت جام
شراب پی کے مین [illegible] ہوشمند hua

[illegible]

پھر ترے قد کا خیال آنے لگا گلشن مین
نخل ماتم مجھے پھر سرو گلستان ہوگا

پھر کسی آئینہ رخسار سے الفت ہوتی
صورت آئینہ پھر دل مرا حیران ہوگا

زعفرانی کسی تلوار کا پھر ہے رومال
پھر ہر اک زخم مرے جسم کا خندان ہوگا

چاہ پھر تیری جھکائی گی کنوئین ای یوسف
پھر یہ دل شیفتۂ چاہ زنخدان ہوگا

پھر لکھونگا تری رفتار کی خط مین تعریف
نامہ بر پھر مرا یہ کبک خرامان ہوگا

گھر مین دل پھر مرا گھبرانے لگا آپ سی آپ
ای جنون پھر یہ مکان خانۂ زندان ہوگا

پھر ہوا عشق تری ناوک مژگان سی مجھے
پھر عوض دل کے مری سینے مین پیکان ہوگا

یاد پھر یار کی تڑپائی گی بجلی کی طرح
ابر پھر ساتھ مرے رانون کو گریان ہوگا

پھر مری نالون سے ہو جائیگا محشر برپا
چاک پھر صبح قیامت کا گریبان ہوگا

پھر خوش آتی ہی مرے دل کو شب ماہ کی سیر
عشق پھر چاند سے مکھڑے کا دو چندان ہوگا

پھر ہوا جوش جنون جاؤنگا پھر صحرا کو
پھر ہر اک آبلے مین خار مغیلان ہوگا

مجھ سے پھر مرنے پہ خوش چشم کریگی کاوش
سبزہ پھر قبر کا پامال غزالان ہوگا

پھر طبیعت مری آئی لگی اک کافر پر
پھر نہ دل ہوگا نہ دین ہوگا نہ ایمان ہوگا

پھر مرا عشق کا کھینچ گہری زخم جگر
ہاتھ مین پھر مرے قاتل کے نمکدان ہوگا

ان دنون پھر مجھے گویا جو ہی جیکی سی لگی
پھر ارادہ طرف ملک خموشان ہوگا

یہ مرکے عار خلائق مین ورمت ہوا
کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

[illegible]

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو شوق تھا نشتر کا مشتاق گلا تھا خنجر کا
لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین ذرا روئے تو کیا تڑپا تو کیا
بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نہ تو صدمۂ کوہ الم اوٹھا اور زار یہ ہون تنکا نہ ہلا
مجھ سے تو سنا اے کاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تڑپا نہ تہِ خنجر مین ذرا اسرا اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تھا پاس ادب جی قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کہتا تھا ہوا اوس سے وصال مرا یا جلد کہین ہو وصال مرا
تھا خواب مین بھی یہ خیال مرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مینھ ہائے نہ برسا تیرون کا اور اون ابری شمشیرون کا
کچھ بس نچلا تدبیرون کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سے سودا نہ بنا
نہ تو مول لیا نہ تو آپ بکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی جھے ہو نچا نہ سکا

۲۵

نغمۂ سازنے وان شب تمھین بیدار کیا
سو گیا شب کو جو مین اوسکی جبین ٹھکرائی
جیتے جی سمجھے تھے آئیگی عدم مین ہمین نیند
تیغ نے اوسکے گلے لگ کی سولایا مجکو
خار کو بے کفِ پا میرے نہ آرام آیا
یار نے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئے
اوسکی آنکھونکے تصور نے اوڑادی مری نیند
وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکی عوض
تمھین نیند آئی نہ وان فکر خانہ بدین
ہے یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند
بال سا آنکھونمین کھٹکا کیا میری شب ہجر
جلد تلوار اوٹھالی مرے سر پہ رکھکر
ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منھ دکھلاتے
قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اونکو

یان ہمین آنسوؤن کے تار نے سونے ندیا
میرے طالع کو مرے یار نے سونے ندیا
سو خیال دہن یار نے سونے ندیا
کیا ہوا ساتھ اگر یار نے سونے دیا
پاؤن کو آرزوِ خار نے سونے ندیا
پر مرے طالعِ بیدار نے سونے ندیا
اپنے بیمار کو بیمار نے سونے ندیا
عمر بھر چرخ جفاکار نے سونے ندیا
یان ہمین دیدۂ خونبار نے سونے ندیا
ہمکو یادِ قدِ دلدار نے سونے ندیا
یاد موئے کمرِ یار نے سونے ندیا
سایۂ تیغ مین بھی یار نے سونے ندیا
خیر گذری جو غمِ یار نے سونے ندیا
پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے ندیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا
نالۂ بلبلِ گلزار نے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

[illegible]

۲۷

کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین انسان کو قتل
ہمسے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہ ہوا

زور سے زیر کیا چاہیے نفسِ بد کو
آپ سے خر تو کبھی مائلِ پالان نہ ہوا

تخمِ بد نے کبھی فائدہ بخشے ہرگز
خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہ ہوا

آسیا آرد سے خالی ہے فلک کی یارو
اس سے کوئی کبھی منت کشِ دونان نہ ہوا

عشق کا بار اوٹھا تب ہی گردن پہ رکھا
حامل اس بوجھ کا جب گنبدِ گردان نہ ہوا

برق وش جب مجھے وحشت نے اوٹھایا یاسے
اک قدم ملکِ دو عالم مرا جولان نہ ہوا

سینۂ گرم مرا خود ہے تنورِ روشن
مین کسی سے کبھی منت کشِ اک نان نہ ہوا

عیبِ عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی
کبھی آلودۂ غش دامنِ پاکان نہ ہوا

اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہمکو
اس سے آسودہ ہمارا دلِ نالان نہ ہوا

دیکھکر کون تری چہرہ کو حیران نہ ہوا
کسنے دیکھین تری زلفین جو پریشان نہ ہوا

بیکسانہ مین ہوا خنجرِ قاتل سے شہید
کوئی بجز زخم مری لاش پہ گریان نہ ہوا

جب مین سمجھا کہ یہ ہی سایۂ گیسوی دراز
پھر مجھے کچھ غمِ طولِ شبِ ہجران نہ ہوا

ہم وہ بلبل ہین قفس مین ہی رہے ساری عمر
گذر اپنا تو کبھی سوی گلستان نہ ہوا

اس تمنا مین ہم افسوس ہوئے سودائی
تیری ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہ ہوا

جبتلک باندھو نہ خورشید رخو کا مضمون
مطلعِ صبح مرا مطلعِ دیوان نہ ہوا

ابر مین کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے
ماہ کس رات چراغِ تہِ دامان نہ ہوا

[illegible]

سیہ کارون ہی کہ خاطر ہے رحمت [illegible] ز ابر
کہ خورشید درخشان ہی نشان [illegible] مژگان کا
شعاع مہر سے ثابت ہوا ہے مجھکو اے گردون
پیرے [illegible] ہنور بازو [illegible] میں زلف جانان کا
کیا کرتا ہون شانہ باغ مین [illegible]
غذا پائی عدم مین بھی [illegible] آب حیوان کا
دہن مین دیکھکر دانت اوس [illegible]
اوڑی ہی زنگی سے شبنم [illegible]
تصور یار کا بندھتی ہی [illegible] جلوہ مہ تابان کا
کوئی مرہم نہین جز وصل [illegible] مہ تابان کا
وہان شکوہ وار ہے [illegible] درد ہجر جانان کا

پیہ ظلمات کی قسمت میں چشمہ آب حیوان کا
زبان میری ہوئی ہے صاف مچھلی آب حیوان کا
کیا ہی وصف ازبس [illegible] دندان کا
تعجب کچھ نہیں ہے طوطی خط ہو اگر گویا
کہ عارض رشک آئینہ ہی اوس عیسی دوران کا

در دندان کو دکھلایا تو ہوتا
ذرا دریا کو لہرایا تو ہوتا
خالی ہاتھ دکھلایا تو ہوتا
کبھی مینہ خون کا برسایا تو ہوتا

دیوان گویا ۲۸

اس ادب سے رنگئی دل مین ٹہرنی کی ہوس
صبح محشر ہے بیاض صفحہ خامہ صور ہے
آسمان اک آبلہ ہی پاؤن کا اہی جنون
دیکھکر چہرے پہ تیرے زلف مشکین کی بہار
ہاتھ روشن صبح کو تھا پنجہ خورشید سان
ایک کافر کے غم فرقت نے زار ایسا کیا
سر جھکاتا ہی نہ شمشیر ہر اک آن کر
برگ گل ہر ایک تجھ بن تیغ خون آلودہ ہے
رو میسے حال دل صد پارہ ظاہر ہو گیا
شام کو پڑھنی نماز صبح واجب ہو گئی
چشم جانان کا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہون مین
گلشن دنیا کا پھل ہر ایک ہی برچھی کا پھل

پاس تھا خون ہی نہ آلودہ ہو دامن یار کا
وصف لکھا ہی جو ہمنے یار کی رفتار کا
ایک کانٹا ہی ہلال اپنے کف پرخار کا
ہو قلق پھر باغ جنت کو فراق یار کا
ہاتھ مین جو ہاتھ دیکھا خواب مین شب یار کا
سیر کی ہر رگ پر گمان ہی رشتہ زنار کا
ہی خم محراب سا شاید خم تری تلوار کا
بن تری ہر سرو پر مجھکو گمان ہے دار کا
اشک خون رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا
روی عالمتاب سے سرکا جو گیسو یار کا
ہو گیا ہے اب قلم میرا عصا بیمار کا
چوب دربان ہی نہال خشک اس گلزار کا

مر وے جی او ٹھتے ہین نالے سنکے ای گویا مری
بند ہو گیا ہے یہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہی چشم ہے خورشید تابان کا
ہما کی سایہ سی بھی مرغ خالف سان گریزان ہون
خیال نازنین نے کر دیا ایسا اسے نازک

شعاع مہر ہے جو تار ہے میری گریبان کا
اندھیرا اپنی دیکھا ہی جو اکثر شام ہجران کا
اوٹھا سکتی نہین ہے آنکھ ایسی بوجھ مژگان کا

[illegible]

ہے جب راہ عشق مین [illegible]
[illegible]

کہے کب سرو کو آزاد بندہ
سمجھتے ہم ہین مصحف تیرے رخ کو
چراغ زیر دامن کیون ہے ہو
پس از مردن مجھے ای جذبۂ دل
نجاتے یاریون جلد اوس گلی سے
اگر آنکھین ہمین دی ہین خدا نے
دکھا کر رہ گئے کیا تیغ کا گھاٹ
جو کاہیدہ تھا مین تو کہربا سے
بنایا ای خدا اگر اوسکو دوست

خط آزادی لکھوایا تو ہوتا
ہمارا ہاتھ رکھوایا تو ہوتا
ڈوپٹہ منھ سے سرکایا تو ہوتا
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا
جنازہ میرا اٹھوایا تو ہوتا
کبھی اوس صحبت کو دکھلایا تو ہوتا
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا
مرے لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا
ہمارا ہاتھ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا
اولٹی دکھلائی مسیحائی مجھے
ضعف سے جب پاؤن اپنے رہ گئے
مرنے پر بھولا نہ مجھ وحشی کو وہ
میرے ہوتے غیر پر کرتا ہے ظلم
تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا

غم یہ ہے قاتل کا خنجر پھر گیا
جلنے مین ہر بات پر مر مر گیا
راہ مین تیرے ہمارا سر گیا
آ کے اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا
او ستم ایجاد کیا مین مر گیا
ہاتھ سے کیا کیسہ گوہر گیا

اون ہونٹون نے [illegible] جان بخش
پیا وہ ذقن صنم [illegible]
جس نے [illegible] ضعیف [illegible]
اوس کی زلف [illegible]
فائق [illegible] نگہ [illegible]

سراپا
قامت اس سرو پہ ناز [illegible] دیکھو تو ہے یہ سرو خرامان کیسا ای قمری
کیا بتاؤن کہ ہے وہ سیب زنخدان کیسا
ہین رخ [illegible] یوسف کا ہے یہ چاہ زنخدان کیسا
نکلو اے قافلہ والو [illegible] کنعان کا [illegible]
[illegible]

[illegible]
غیر کی دید بھی گویا ہے نظارا اپنا
[illegible]
وہ مسیحا مرا غم دونی کا دم بھرتا ہے
ہاتھ پہنچا ہی نہین پان کبھی مارا اپنا
[illegible]

سرو پا دست و لبن کاکل کو رکھدین تو سہی	تجکو دکھلاتے ہین ہم گنج شہیدان کیسا
بلبلِ زار ہون صیاد نہ کر قید مجھے	اندنون دیکھ تو ہے رنگ گلستان کیسا
او سگے جاتے ہی ہوا صورتِ بسمل ہر گل	ہو گیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا
لختِ دل دیکھ کے مژگان پہ مرے کہتا ہے	آج دریا کے کنارے ہے چراغان کیسا
توڑ سکے نہین اک تار بھی اب ضعف سے ہم	چاک کرتے تھے کبھی اپنا گریبان کیسا
ابر ہے تجکو قسم نوح کی آ تو بھی دیکھ	آج ہم کرتے ہین ان اشکون کو طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن ہمنے نہ دیکھا کہ ہے باران کیسا

تبسم لب یار نے ہمین مارا
[illegible]
اپنا لاشہ بھلا کے ہمین مارا
دیکھنا یار نے ہمین مارا
حسن دونون مصرع ابرو
تکرار نے ہمین مارا
دامن گل سے ہو کفن اپنا
پھول سے یار نے ہمین مارا

۳۰

گھر مین اک ماہ لقا کے ہے گذارا اپنا	اندنون برج قمر مین ہے ستارا اپنا
آتی ہے بحر محبت سے یہ ہر آن صدا	گور کہتے ہین جسے ہے وہ کنارا اپنا
نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے	اے جنون خوب ہے اس سودے مین ایما اپنا
منھ سے اوس بت کے نکلتا ہے کہ سبحان اللہ	جب وہ آئینہ مین کرتا ہے نظارا اپنا
گذری جب آپ سے جا پہونچی در جانان تک	اب تو بے منت پاوان ہے گذارا اپنا
قبر کو دیکھ کے اوس ماہ نے منھ پھیر لیا	کیون فلک اب بھی ہے گردش مین ستارا اپنا
ہم وہ پیاسے ہین نہ دیکھین کبھی دریا کی طرف	سوے آب دم خنجر ہے اشارا اپنا
منع کرتے ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے	شاید اب تک نکیا ہوگا نظارہ اپنا
دیکھو آئینہ مین اک بار ذرا شکل اپنی	تب مین جانون کہ منھ دیکھو دوبارا اپنا

[illegible]

ردیف بائے موحدہ

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم
طور پر جا کے لاشہ رکھہ دینا
مر گئے بس اسی تمنا مین

نگہِ یار نے ہمین مارا
شوقِ دیدار نے ہمین مارا
نہ کبھی یار نے ہمین مارا

سند جس نے کیا ہے گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہے برشتہ ہوئی ابروِ خمدار جدا
ہم بغل تجھسے جو ہوں ہو نہ تنِ زار جدا
عشق اسی کہتے ہین لب پہ دعا ہے تہِ تیغ
شمع کیطرح کہڑی ہین یہ جلے جاتے ہین
دیکھکر دل کو مرے پھیر لی یون آنکھ اوسنے
ہے مرا وہ مہِ کنعان کہ جیسے دیکھے ہون
دل سو جاتی نہین اوس نرگسِ مخمور کی یاد
راتدن بس ہین اسی سوچ مین رہتا ہون ملال
ابلقِ چشم ہی گردش مین اور آنسو ہین رواں
بیچ مین لائینگے وہ دیکھیے اب کس کس کو
تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوے
فکرِ وصفِ در دندان مین جو ہون اے گویا

پھر گئی بخت کی صورت مژۂ یار جدا
جس روش گل سے رگِ گل ہو نہ زنہار جدا
سر جدا ہو پہ نہو قاتلِ خونخوار جدا
تیرے دلسوز ہین کب سب سے ہے رفتار جدا
جسطرح ہو کوئی بیمار سے بیمار جدا
اونگلیان پنجۂ خورشید کی دوچار جدا
میرے کعبہ سے نہین خانۂ خمار جدا
شہسوار ایسا ہو اسکو لسا غمخوار جدا
جا کر آوارہ جدا پھرتی ہین رہوار جدا
اکدم سر سے نہین ہوتی ہے دستار جدا
ہو نہ سر سے وہ کبھی سایۂ دیوار جدا
ہاتھ سے ہوتی نہین کلک گہربار جدا

ردیف ثاے مثلثہ

بلبلونکو دیکھکر دریا کا جانا چھوڑ دے کوئی بلبل مر گئی تو دیکھ لینا باغبان	اب یہ گل جائے گلستان مین جو اغنیا بیچ کر پھولونکو لونگا خونبہاء عندلیب

یادگار دیوان مین کیا گویا نے کھینچی آہ سرد
ہو گئے ہین گل جیسے داغہاے عندلیب

ردیف تاے فوقانیہ

کیا ہین شیداے قدِ یار درخت	ہین جو شبنم سے اشکبار درخت
دیکھین گر سروِ قدِ یار درخت	خاک پر لوٹین سایہ دار درخت
اشک باراون یہ ہین جو سرِ چمن	پہنے ہین موتیون کا ہار درخت
کس کشتی کی ہے کیا ترے قد سے	کاٹے جاتے ہین بے شمار درخت
کیا ترے قد سے دون مثال اوسے	کہ ہے انگشت زینہار درخت
تیرے جلوے سے نخل طور بنے	ہین جو ہالاے کوہسار درخت
بید مجنون کو دیکھ او لیلی	ہے یہ مجنون کا یادگار درخت
دیکھکر تجھکو بھول جائین گے	گل کھلائین گے بے بہار درخت
زندگی مین نہ مین نے پھل پایا	ہو نہ میرے سرِ مزار درخت
فائدہ بھی یہان تو نقصان ہے	سنگ کھاتے ہین باردار درخت
داغ تن پھل رہے ہین صورتِ گل	ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

ردیف جیم فارسی

کیا چمن کو جاؤن مین دیوانۂ نازک مزاج
جب ہنسم خانے مین جاتا ہے وہ بت نام خدا
باندھے سب فتراک سے صیاد نے چھوڑا مجھے
رنگ اوڑ جاتا ہے سبھی کا تیری عیب جس سے
تشنگی عجب ہے شہید کربلا کی ہے سنی
مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم

موج بوئے گل سے ہوجاتا ہون نخچیر و نگی ہیچ
جان پڑ جاتی ہے سب بتھر کی تصویر لگے ہیچ
مین ہی کیا صید زبون تھا سارے نخچیر و نگی ہیچ
گر تری تصویر رکھدین لاکھ تصویر و نگی ہیچ
آبداری کا نہین ہے نام شمشیر و نگی ہیچ
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیر و نگی ہیچ

واہ کیا کہنا ہے اوسکا سحر ہے باتین نہین
بند کردیتا ہے جو گویا کو تقریر و نگی ہیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پائے صبح
چوٹی کے بال بیٹھ پر اپنی وہ کھول کر
آجاتی ہے ہنسی مجھے یاد ایک صبح کی
بند قبا جو کھولے تو اے رشک آفتاب
تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
کس نازنین سے سیکھی ہے اوس نے سبکروی
چپکن کے تیرے بند جو دیکھے سو یہ کہے

خجلت سے تا بحشر نہ پھر منہ دکھائے صبح
کہتا ہے ہنس کے شام ہے دیکھو قفائے صبح
روتا ہون دیکھ دیکھ کے مین خندہائے صبح
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑے اوڑائے صبح
خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمائے صبح
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پائے صبح
تار شعاع مہر سے بند قبائے صبح

ردیف خای معجمہ

چراغ عالم سب ہے یہ ماہ مبین ہے وہ مکان ہے
کلام حق ہے فرمان ہے اوس کا بیان اور کلام بیان قرآن
بڑی ہے عرش سے شان محمد
فلک ہے زیر فرمان محمد

ردیف دال

سند طبع ہے گویا یہ مصرع صاحب
بود ز لعل لب او رخ بدخشان سرخ

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کیطرح	کہ ہمین بعد مہینے کے دکھاتا ہی وہ رخ
آنکھین نرگس ہین دہن غنچہ ہی عارض گل نار	پھولون کی ڈالی ہین اب نظر آتا ہی وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا اے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رخ

جو ہے یہ غصے مین ہو رنگ روی جانان سرخ	لہو یہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ
خیال آتش گل مین ہین بسکہ گرم فغان	ہوا ہی شعلۂ آواز عندلیبان سرخ
کرے جو قتل وہ مجکو نہ مین کرون رسوا	لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ
لگا یا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ	تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ
قبای سرخ صنم سے ہی کیا اوسے نسبت	کہ عندلیب فقط گل کا ہے گریبان سرخ
گمان ہی سبکو کہ الماس ہو گئے یاقوت	جو پان کھانیسے اوسکے ہوئے ہین دندان سرخ
مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار	نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ
جو عندلیب کو غیرت ہو روئے ایسا خون	کہ گلفروش کی ہو جاے ساری دکان سرخ
قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے	فزون ہی گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ
پس از فنا بھی جمع ہے دھیان دست رنگین کا	تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ
برس رہا ہی لہو میری چشم پرخون سے	وہ دیکھے آگے نہ دیکھا ہو جسنے باران سرخ
ہماری قبر پہ شوخی سے اوسنے پھینکے پیک	کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ
ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا	بہا یا تلوؤن سے خون ہو گیا بیابان سرخ

ہوا وہ باعث شمع شبستان محمد کا
وہ ہے پروانہ شبستان محمد کا
والا ہے سب ایجاد عالم
کیون کہو نکر نہ ہے احسان محمد
کہ جنت مین دربان ہو رضوان
چراغ ہے گلستان محمد
منور ہو آسمان الکرم مین
سیمائی ہو امت کو دم مین

حلاوت دیدین ... زبان ہے
خدا سے ... زیادہ ... یان ... سی
سے ... صفت ... ان
محمد سے ... یقین ...
حسن سے ... او ... ان ...
کہان ... نعت ... خندان

[illegible]

[illegible]

دیکھ لو نگا جو تصور میں تو کیا کیجیے گا
بنگیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب
شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
کردے قاتل دہن زخم سے خندان مجکو
کھا گیا آہ ترا غم تو کلیجہ میرا
پانؤن رہجاتے ہین چلنی سی تو سر پھرتا ہے
کھائے زخم اوسکے بہت ابکی گلا کاٹیگی آپ
بھولتی دل سے نہین یاد کسی مطرب کی
کبھی کاشانۂ دل مین نکیا تو نے ظہور
تنگ ہین زیست سے ہم سر ہی دو بال گردن

میری نظروں سے بھلا رہیگا پنہان تا چند
رہون ای ماہ ترے ہجر مین گریان تا چند
تجکو ڈھونڈا کرون ای شمع شبستان تا چند
مین ہون آرزوِ قتل مین گریان تا چند
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند
رہون سرگشتہ مین ای گنبد گردان تا چند
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تا چند
دیکھیے نے کیطرح رہتی ہین نالان تا چند
خانۂ آباد مرا گھر ہے ویران تا چند
تیری مشتاق رہین خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہین گویا مجھے سامان وصال
دست وحشت مین پھرون بےسروسامان تا چند

از ادب چشم سوی زخم دل من نکند
نالم و حیف لب بام تو شیون نکند
جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
عشق گیسوے تو گر سلسلہ جنبان نشود

تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند
گریم و اشک روان دیدۂ روزن نکند
چون من زار کسی خواہش مردن نکند
کہ نگہ بر رخ تو دیدۂ روزن نکند
کار زنجیر بہ گردن رگ گردن نکند

۳۵

[illegible]

ہم روش خاک اوڑائی ہے صبا میرے بعد
ہو گئی اور ہی گلشن کی ہوا میرے بعد
کئی دن یار نے شانہ نکیا میرے بعد
کیا پریشان رہی زلف دوتا میرے بعد
خون مرا کر کے لگانا نہ حنا میرے بعد
دست رنگین نہون انگشت نما میرے بعد
[illegible]

[illegible]

قطعہ گویا

ردیف ذال معجمہ

استخوان میرے سگ یار تلک پہونچا دے
صدمۂ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب
چمن جوہر شمشیر سے منگوائے پھول
کیا ہی مرنے سے مرے شاد ہین اللہ اللہ
نہ رہی بعد مرے نامۂ پیغام کی رسم
منہ دکھانا تو کہان باتین تھین اوسکی مجھ تک
کیا ہوا غم نکیا اوسنے مرے مرنے کا
چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین
مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
کبریائی تری ثابت نرہیگی اوبت
استخوان کو نہ جلادیجیو اے آتش غم
دہن گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو
سر اوٹھایا مری وحشت نے پس از مردن بھی
سنگ مدفن کی عوض رکھدیا مدفن پہ مرے
سب سے پہلے ہوئین اوس سرو خراماں کا اسیر
تیر آہ کی دعا مانگی ہے اول مین نے
اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت

اتنا احسان کرے مجھپہ ہما میرے بعد
پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد
خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد
بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد
خاک اوڑاتی پھری گلیون مین صبا میرے بعد
لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد
اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میرے بعد
ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد
کوئی کہنے کا نہین تجھکو خدا میرے بعد
آکے مایوس نہ پھر جاے ہما میرے بعد
آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد
بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد
کوہ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد
طوق قمری کے بھی گردن پہ پڑا میرے بعد
ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد
نہ رہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

ردیف رای مہملہ

۳۷

طبیعت آئی ان روزون ہے اک طفلِ برہمن پر
ہوا یہ رتبہ زلفِ یار کا کنگھی کے کرنے سے
ہمیشہ مار اور طاؤس مین ہے دشمنی دیکھی
نظر آتی ہے مسی کی دھڑی پر پان کی سرخی
ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرتِ گل کو
شبِ مہتاب مین ہنسنا تمھارا لائیگا آفت
تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل رہے ہین گل
دھوان جب لیسے اوٹھتا ہے تری ان سیر کرتے ہین
نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین
ہوا تارِ نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے
کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہے اوسکی اوجھل مین
منور ہو گیا ایسا مکان اوس مہ کی جلوے سے
بنایا ہے زمین کو آسمان ان شہسوارون نے
مری زنجیر پر یون سنگِ طفلان آ کے لگتے ہین
اگر مجھ ناتوان کو رخصتِ گلشن نہین دیتے
چمک سے تیری دانتونکی اوٹھین دعوی تھا کچھ شاید

گمان ہے نالۂ ناقوس کا اب میری شیون پر
ہوا پر ہے اوڑی جاتی لگا شاید کی ناگن پر
دلِ پر داغ کیون شیدا ہوا ہے زلف پر فن پر
کسی نے برگِ گل یار رکھ دیا ہے برگ سوسن پر
طلب کرتا ہے اوڑ جاتی تو ہے بلبل سے گلشن پر
گرے گی ایکدن بجلی مہ تابان کے خرمن پر
بجا ہے گر کہون بجلی گری پھولونکی خرمن پر
تو اک کالی گھٹا سی یار چھا جاتی ہے گلشن پر
طبیعت آ گئی ہے اک نگاہِ ناوک افگن پر
ہماری آنکھ پڑتی ہے جو اک طفلِ برہمن پر
چڑھائی چادرِ مہتاب کس نے میری مدفن پر
شعاعِ مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ چلون پر
ستارون کا گمان ہوتا ہے دیوارونکی روزن پر
مہِ نو کا ہے عالم ہر نشانِ نعلِ توسن پر
کہ بیتابانہ دوڑی جیسے مقناطیس آہن پر
بجائے خار بٹھلاوین سرِ دیوارِ گلشن پر
تبھی مٹی خدا نے ڈالدی ہیرون کی معدن پر

ڈھونڈھتی پھرتی ہیں آنکھیں کسطرح گذرے ہیں دن
کسطرح گذرے گی جب تک نہ دیکھتا روتا ضرور
میری حالت گردہ بے تو دیکھتا روتا ضرور
اب رہا گل کر شرمندہ ہوا ہے ابر بہار
ہم اروناوہ ہمن ہو دیکھتا روتا ضرور
جو صبا کی نظر رانی ہے ہمارے حال پر
اوسکو اے غافل اگر تو دیکھتا روتا ضرور
گرچہ یوسف کا بھی تھا مصرع قامت لاجواب
یار کی گر بیت ابرو دیکھتا روتا ضرور
سبکا یقین واللہ بھی حافظ قرآن اگر
آگے اوسکا مصحف رو دیکھتا روتا ضرور
دیکھ لیلی کو کہتا جب مین تو مجنون سے کہی
میری آنکھون سے اگر تو دیکھتا روتا ضرور
چھپ جب بجلی تو مینہ کا بھی برسنا چاہیے
مین تجھے بہنے جو مہرو دیکھتا روتا ضرور
باغ مین لالہ نہین ہون رو زار اشک گل
جب ترا مین گلشن کو دیکھتا روتا ضرور
چشم بد دور آنکھین ہیر نرگس لیلی کی اگر
وادی مجنون کا آہو دیکھتا روتا ضرور
بن گیا ہون غم کی مین تصویر اوسکی ہجر مین
مجکو وہ جو سر بزانو دیکھتا روتا ضرور

حیف کوئی یار رتلک یہ نہ تیرے استخوان	مدتون اگر رہا بیٹھا رہا دیوار پر
سوکھ جائین گر ہماری آبلونکی جہا گلین	پیاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر
بعد مردن بھی ہے باقی میری نالون کا اثر	تار مطرب کا ہے عالم ہر کفن کے تار پر
تیرے آب تیغ سے ظالم جو ہو طوفان بپا	حوت تڑپے مثل ماہی گنبد دوار پر
خط اوسے اتنے لکھے مینے کہ وان جبتک ہے	بیٹھے رہتے ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر
حشر تک ممکن نہین اب جسکو تیغ آفتاب	باڑہ رکھوا تا ہی ظالم مغربی تلوار پر
کفش پا کے گل دکھا کر ہنسنے لگے یو کھینچ لگا	سیر کو کیون جاؤن گلشن ہی مری بیزار پر
دیکھیو ضد میرے مرغ نامہ بر کے واسطے	قینچیان لگوائی ہین بے رحم نے دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سویا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدہ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور	عین کعبے مین گر آہو دیکھتا روتا ضرور
تیرے آگے ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا	قد و قامت دست و بازو دیکھتا روتا ضرور
گردش چشم سیاہ یار یاد آتی مجھے	گر کبھی رم کردہ آہو دیکھتا روتا ضرور
بےخبر ہے تم وجہ اللہ سے کچھ بھی خبر	ہے یہ لازم تجھکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور
رات دن ازتم کو گو تیغ و سپر سے کام تھا	یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور
مجکو خنداں دیکھ کر موتی سمجھتا برق طور	سادہ گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور
ہی یقین مجکو کہ چشمہ زمزم کیطرح	شیخ کعبہ گردہ ابرو دیکھتا روتا ضرور
آہ سوزان لب تھی آنسو روان تھی مثل شمع	مجکو روتے رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

دیوان ۳۸

لالہ و ریحان ہیں سب مین تلاش یار مین یار
پھر جو میری شکل دیکھتا روتا ضرور
خلق تو ہے بہشتی زیب نیا گر حال یہ
دیکھتا روتا ضرور
تو ہو اوسے اسکا بیان ہی اگر دیکھا
اعمال دیکھتا روتا ضرور

ہین اشک زخمون سے میرے جاری نہ کبھی ہوگی یہ اشکباری
بہی ہین چشم پرآب قاتل یہ زخم بالی جہر ا جہر ا کر
کہان وہ تمکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپا لیا بس کہا دکھا کر
برنگ ساغر ملا دیا منھ جو منھ سے تیرے خفا نہوتا
کیا ہے بیہوش تو نے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر
اوٹھلیا یارون نے پیر شد اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہ کسنے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر
جو بھیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین اوسے اوڑا دے
اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہے پر کبوتر اوڑا اوڑا کر
پس از فنا بھی اگر تو آئے کرون سگ یار میہمانی
کہ استخوان کو ہے اپنے تن مین رکھا ہے بچا بچا کر
کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکدون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مین نے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر
کبھی مری دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اولجھتے
غرضکہ زلفون کو تو نے ظالم بگاڑا ہے سر چڑھا چڑھا کر
شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

مردمک سے سیکھو —
اب آؤ آنکھون مین سیر دیکھو مژہ کی
چلون اوٹھا اوٹھا کر
دکھا کے گل سے عذار تو نے کیا دل
عاشقون کو بلبل —
بنا دیے گوش غیرت گل صدا سے
رنگین سنا سنا کر
گناہ کرتا ہے برملا تو کسی سے کرتا
نہین حیا تو
خدا کو کیا منہ دکھائیگا تو ذرا تو اسے

وہی اثر ہے جنون کا ابتک وہی ہے لڑکو نکو اب بھی کاوش
کہ میری نئی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا دلا ہو کاغذ اگر خطائی
خطائین کیسی مین نے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری مٹی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے در پردہ ہے محبت
پڑے ہوئے بستر الم پر جو روتے ہین منھ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہے جاتا بجائے قاصد
روان کرون سوے یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی ادھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

گئی ہے گویا شب جوانی قران ا ن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایکدو دن خدا خدا کر

ہر کف پا مین حنا کا گل عیان بالای سر شعلہ او سکے زیر پا ہے اور دھوان بالائے سر

سنگ وحشت کی بہونچی جلد یاران عدم
مجکو اک سرو روان کے عشق نے مجنون کیا
کانٹ کا نہ اوٹھی ہے اکثر میری نالون سے زمین
ہوگیا اکثر سرشک چشم سے خانہ خراب

یان تو ہے عصیان کا اک بار گران بالاے سر
کیا عجب باندھی جو قمری آشیان بالاے سر
کیون نہ یارب گر پڑا یہ آسمان بالاے سر
گر پڑی ہے بارہا سقف مکان بالاے سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکہین سب اہل زبان بالاے سر

چاند سورج ہین ترے اے جان جان بالاے سر
کاش پہونچے اشک کا آب روان بالاے سر
ہے زمین پانؤن کے نیچے آسمان بالاے سر
اے خط نو رستہ مجکو تیرا مجنون جان کر
سر چڑہا کر تو نے اے ظالم بگاڑا ہے اسے
اسقدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے
مثل گلبن پانؤن گڑ جائین زمین مین اے نسیم
پہرتی ہین صحرا مین سر پر مین گل داغ جنون
بادشاہی سے یہ نفرت ہے کہ چہوڑون اپنا سر
یان تو ہجران مین ابہی شگفتہ ہین گل داغ جنون
مجہسے بار غم اوٹہتا نہین اسکے عوض

کیون نہ پہر پہر کے صدقے ہو آسمان بالاے سر
ہے ہر اک داغ جنون آتش فشان بالاے سر
مہربان ہے زیر پا نامہربان بالاے سر
طوطیون نے آکے باندہا آشیان بالاے سر
گرتی ہے بلبل کا کل عنبر فشان بالاے سر
زخمون سے رکہتے ہین ہم اک گلستان بالاے سر
گر زر گل بہی رکہون مین ناتوان بالاے سر
خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالاے سر
گر پڑے ظل ہماے آسمان بالاے سر
کہدو اب بلبل سے باندہے آشیان بالاے سر
کاش رکہدیتا زمین و آسمان بالاے سر

بلبلین آنکہون پہ رکہین باغبان بالاے سر
سر چڑہایا یہ جنون نے کہ بعد از مرگ بہی
شانہ بنکر پہونچے ہم سر ابتو ان بالاے سر
ہاے ہماری بیقراری سے تہ و بالا جہان
ہر زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالاے سر
آسمان مثل زمین ہے تا پانؤن کے تلے
اور زمین ہے تا مثل آسمان بالاے سر

دل ہمارا نعرہ زن ہے لے گرے گزری ناگہ
سینہ مین گویا جرس ہے کاروان بالاے سر

ردیف زاے معجمہ

[illegible]

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار
ظالم تو قتل کر کے ابھی سے مکر نہ جا
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوے یار
کشتے ہین جب سے ہم تری شمشیر ناز کے
اکدن سنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال
یہ زار ہون کہ مجھ بدن بھی وبال ہے
سر جوب آستان پہ ترے کوئی مارتے
آخر ترے فراق مین مرا ہوا وصال

وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز
جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز
آگاہ تھی نہ دوش سے تیری سپر ہنوز
کہتا ہے یار ناز سے پھر تا ہی سر ہنوز
تسیر ہے دل مین الفت موے کمر ہنوز
صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز
دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا ہو حال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹے پر کرنہ جو رنگ اے مری جلاد بس
تیرا ہی مصرع قد ہے خوب شاعین مت نکال
یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا
سن نہین سکتا مری نالو نین الیسا درد ہے
کسکو طاقت ہے سنے دیوانی فریاد کو

تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس
سرو کے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس
دیکھی صناعی تمھاری مانی و بہزاد بس
جب کر دان فریاد کہتا ہے وہین فریاد بس
سنکے زنجیر و نکا غل کہنے لگا حداد بس

[illegible]

ردیف شین معجمہ

[illegible]

ہاتھ مین نشتر لئے قاتل بھی آتا ہے ادھر ... قفص
... ہے جب ... کا ... نغمہ ... قفص
... قیامت ... کا دام ... جان ... قفص
... آہ ... نہ آئے ... بعید ... قفص
دل ... کو ... ہے بے ... صفت ... قفص

ردیف طای مہملہ

... ہاتھ مین ... ادھر ... آئے خط
لکھون ... میں ... آئے ... نارسا ... خط
اب ... کاتب ... آئے ... قاصد ... خط
لکھی ہین ... قاصد ... صبا ... خط
کرتے ہین ... نامہ بر ... اور ... خط
لکھتا ہون ... اشک ... لیا ... خط
اب لکھ ... نامہ بر ... کے جاے خط
قاصد اگر نہین تو بھلا ... خط

گرمی سے چاندنی کے ہوا ہی عرق عرق	آئے نہ اب کہین مری سرِو روان کو غش
مستی مین شب وہ ماہ جو گرم خرام تھا	آ آ گیا تھا بزم مین پیر مغان کو غش
نام خدا ابھی سے یہ طفلی مین حسن ہے	آتا ہے اوسکو دیکھ کے پیر و جوان کو غش
ناقہ کے ساتھ چل لیکا فرط ضعف سے	لیلی سے کہدو آیا ترے ساربان کو غش
آیا جو وہ تو اوڑ گئے صبر و قرار ہوش	یوسف کے دیکھتے ہی ہوا کاروان کو غش

گویا وہ ساتھ غیر کے جاتا ہو کہین
آنے لگا ہے آج جو مجھ ناتوان کو غش

ردیف صاد مہملہ

قہر ہے تیرا بت خود کام رقص	لے گیا دل سے مرے آرام رقص
تیرے گانے سے زمین ہے وجد مین	کرتے ہین دیوار سقف و بام رقص
آ گئی ہے چرخ مین گردون کی عقل	دیکھکر اے ماہ سیم اندام رقص
تان کے ہمراہ نکلی میری جان	مفت مین اوسکا ہو بدنام رقص
ہو لی گردون تلک ہے وجد مین	رقص یہ ہے بس ہے اسکا نام رقص
ہو وہ بسمل گر تڑپتا دیکھ لے	دست قاتل مین کرے صمصام رقص
تیرے دکھلانے کو اے مہ آفتاب	کر رہا ہے صبح سے تا شام رقص
دیکھکر تجکو تڑپ جاتے جو ہین	کرتے ہین صید اسیر دام رقص

نالان ہین ... ہاتھ سے ہین قید ای صبا
خط لکھوں ... تو آئی ہے اگر صدا سے خط
وحشی کیا ہے تجکو پھرا یا ہے ... پر
زلفون کے آہ جو رکھون یا جفا سے خط
اوس رشک گل کے ہے گل بہار سے مثال
رخسار نگین صاف اگر وہ بنا سے خط
اے جان ہم ہین صدقے ترے بال بال پر
شیدا ہے زلف دل ہے جگر مبتلا سے خط
لکھو حال یار کو ... بریدہ کا
تا فرغ نامہ بر کی طرح اوڑ کے جاے خط
قاصد ہوا ہین بال اگر ... لاے خط
خط غلامی لکھدون اگر کوئی ... حال
... گویا لکھو ... خط

ردیف ظای معجمہ

... ہم دائرہ ہو چشم اور ... ہے
زبان وہ ہو جو ورد ... گویا ... حافظ
زبان سے کیا ہین کہو دل سے پوچھا ... حافظ
بجا جو ہو ... تمھارے ... بالکل حافظ
شراب یار پلاتا ہے تجکو دکھلاتا
دکھا رہا ہے عجب دور جام صہبا حافظ
نقش

خوش آ رہے کیا تجھے زاہد خطِ عذارِ صنم	جسے جنون نہو اس کو بہار سے کیا حظ
گناہ ہوتے ہین ای وای ہمسے خط کے لیے	الٰہی کاش نہوتا جہان مین پیدا حظ
نہین ہے کم مجھے رونیسے خندہ ساغر	جو پاس یار نہو میکشی کا پھر کیا حظ
کبھی نہ لب ان مرے آشنا شکایت سے	ہو دیجیے گالی یہ گالی اوٹھاؤن ونا حظ

کہی جنون مین غزل ایسی ہم نے ای گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتی ہے روح سودا حظ

ردیف عین مہملہ

اشک سے اپنے اگر رکھتی ہے آب دانہ شمع	کس لیے ہی جمع کرتی خرمن پروانہ شمع
گر ہٹا دے ہاتھ سے وہ ساقی مستانہ شمع	محفل مے مین دکھائے گردشِ پیمانہ شمع
بنگیا ساغر چراغ اوسکے خالی ہاتھ مین	عکس رخ سے بنگئی موجِ می پیمانہ شمع
یار اگر آئے تو روشن ہو مکان میرا دلے	ہوئے کہ روشن میان خانہ ویرانہ شمع
صورتِ قلقل کرے نالہ زبانِ شعلہ سے	ساقیا دیکھے جو تیری نرگس مستانہ شمع
ہے بلورین جھاڑ سا روشن جو دیکھے دور سے	ساق و ساعد شمعین ہین اور چہرہ جانانہ شمع
ساعد روشن کی اوسکی تب خبرداری کرے	کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین بیعانہ شمع
دودِ شمع داغ دل کر دیگا آخر سیاہ	مثل کعبہ کے بنائیگی مرا بتخانہ شمع
رونے مین بھی ان حسینون کے سراسر مکر ہے	آہ نہ ہو نکے تار سے رکھتی ہے دام و دانہ شمع

کوچہ گیسو مین داغون کی سبب بھی گا دل
یعنی ہوتا ہے شب تاریک مین ہر جا چراغ

رات بن تیرے یہ میرا حال تھا ای شمع رو
شعلے نظر و نہین مری اخگر تھی اور مہر چراغ

کس لیے جاتا ہی تو سرو چراغان دیکھنے
مین ہون داغون کی بدولت پانوں تک سر تا چراغ

تیری شبہای جدائی مین دیا کسنے یہ رنج
اپنے شعلے سے دکھاتا تھا مجھے خنجر چراغ

سب حسینان جہان ہوتے ہین ہرجائی دلا
دیکھ لے ہوتا ہی روشن شام کو گھر گھر چراغ

یہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہے
گر کبھی شب تا سحر ان اوڑتی ہین یان اکثر چراغ

آہ سی اک اپنی داغونمین لگا اوٹھتی ہی آگ
ورنہ دیکھا ہی کہ گل کر دیتی ہے صرصر چراغ

مار ڈالا ہی جو اوسنے داغ دیدیکر مجھے
چاہیے روشن کری آ آکے تربت پر چراغ

ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہون یہ بعید
دور سے دیکھو تو آتا ہی نظر اختر چراغ

گر حنائی ہاتھ مین لے جام می وہ شمع رو
موج مے ہو جائے شعلہ اور بنے ساغر چراغ

میری مژگان پر نہین ہے جلوہ گر لخت جگر
ہین لب دریا یہ روشن ای پری پیکر چراغ

دیکھی جو گردن کشی اوس شمع رو کی بزم مین
سنہ ہے کیا پھر اپنے شعلے سے اوٹھائی سر چراغ

اوسکی تیغ ظلم سے انجام کو عاشق نہین
ایک دانہ نہ نکلے ڈھونڈھو گر لیکر چراغ

ذکر حق سے دلکو روشن کر جلاتا کیا ہی شمع
گل نہین ہوتا ہی ای گویا یہ تا محشر چراغ

ردیف فا

آپسی جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف
خود بخود گردن کھینچی جاتی ہی خنجر کیطرف

آستین پھر آنسوؤں سے ہای تر ہونے لگی
پھر لگے بہہ بہہ کے جانے اشک دامان کی طرف

ہے یقین پھر ابکی یہ مکو کنوئین جھنکوائیگا
دل ہوا مائل پھر اک چاہِ زنخدان کی طرف

آبلون کے زخم پھر شاید کہ ہوجائین ہرے
پھر بہار آئی چلے خارِ مغیلان کی طرف

ای جنون رگہای تن کو شوق نشتر پھر ہوا
دیکھتا ہون پھر کسیکی نوکِ مژگان کی طرف

چھٹ گئی دستِ خرد سے پھر عنانِ اختیار
لیچلا پھر توسنِ وحشت بیابان کی طرف

پھر ہوا شوقِ شہادت آہ ای گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیر بران کی طرف

ردیف قاف

کاہشِ جان ہے لب پہ ہای فراق
کس بلا مین ہے مبتلاے فراق

کوے دوزخ او سے پہونچا ہے
نہ کسیکو خدا دکھاے فراق

کھا گیا غم ترا کلیجے کو
دل مرا ہو گیا غذای فراق

جان دی اوسکا نام لے لے کر
بس دلا تھی یہی وفاے فراق

داورس کوئی بھی جہان مین نہین
مین کہون کس سے ماجراے فراق

سقف گردون دون جلا دو کہین
اے مرے آہ شعلہ زاے فراق

دل بھی بیگانہ ہوگیا مجھ سے
مین ہوا جب سے آشناے فراق

خوار ہون زار ہون پریشان ہون
اوس سے کہدو یہ ماجراے فراق

وہ بھی آیا نہ آسکے آپ مین ہم
اس کو کہتے ہین انتہاے فراق

ہو مزا گر ہزار تو او بس ہے فراق
کہتا ہے گویا کہ تو بناے فراق

ردیف کاف عربی

بھولا ہے بعد مرگ بھی مجھے دوست یان تلک
ٹک بھی نہ اوسکا پیام سے آنکھوان تلک

تو ہم قفس سے جا نہ سکی بوستان تلک
اوڑ اوڑ کے رنگ پھر گئی پر وہان تلک

بلبل بہجوم گل سے چمن مین ایان تلک
پھولون سے چھا گیا ہے ترا آشیان تلک

کب پہونچے آہ ضعف سے گوشِ بتان تلک
سو جا کے ٹھہر کے سینے سے آئی زبان تلک

پرواز پیش از ین بھی مری آسمان تلک
اب تو چمن سے جا نہ سکون آشیان تلک

ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے
آنکھون کو میرے بار ہے خوابِ گران تلک

عالم ہون علم عشق کا مین کہ ہمسری
اے عندلیب تو ہے پڑھی بوستان تلک

اوس سرو قد کے وصف سے یہ ہوا مرتبہ بلند
اوس کی غزل کی زمین آسمان تلک

[illegible]

الختم

اللہ رے دماغ ذرا دیکھو اسے ہما	آیا نہ بے طلب سگِ یار استخوان تلک
اوس ماہ نے جو سر مرا اٹھکر ایا پانون سے	پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک
نخلِ مرادیار ہوا آج بار ور	صد شکر کٹکے سر مرا پہونچا سنان تلک
پھر جای تیر آکے وہ برگشتہ بخت ہون	رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک
مرنیکے بعد ہے سگ جانان کا انتظار	کہدو بہانہ آئے مرے استخوان تلک
سو بار آکے موت بھی فرقت مین پھر گئی	برگشتگی نصیب کی کیسے کہان تلک

گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے — آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بھاگی دیکھکر میرے سیہ خانہ کا رنگ	دیکھ لے گر سوز دل اوڑ جاے مرد انیکا رنگ
ساقیا بخت رنگین مین لے وہ مست ناز	سرخ ہو جاے اگر ہو سبز پیمانے کا رنگ
تو عبث دھوتا ہے قاتل دامن گل کی روش	میرے خون کا تیر ہے دامن سے شہیدانیکا رنگ
اوس پری کی چشم کی تعریف کا رکھون جو ورد	ہو سلیمانی مری سبحے کے ہر دانیکا رنگ
ساقیا تو ماہ ہے اور ساغر مے آفتاب	آسمانی چاہیے اوس تیرے میخانہ کا رنگ
نغمۂ رنگین کو سنکر مثل گل بنتے ہین گوش	چھا رہا ہے بزم مین ایسا ترے گانیکا رنگ
دامنِ گل گر دیا ہے دامنِ کہسار کو	ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا رنگ
جسم سرخ ایسا ہی پہنا اوسنے جو موتیکا ہار	ہر گہر مین صاف اب ہوگی کے ہر دانیکا رنگ

اوردی رخ [illegible] دیکھو [illegible] بنایا اور بین لطف الفت غزالان عجب
بانداز [illegible] بعد مردون بھی [illegible] زلف دوزلفونکا عجب
نصیب ہین [illegible] زلف سے [illegible] کا عجب
[illegible] لب [illegible] دہقان [illegible] ابکا عجب
مصرع [illegible] ہین [illegible] نیکا عجب

ردیف لام

[illegible] رخ اپنا [illegible] لب
[illegible] عرق خجل
[illegible] شراب خجل
[illegible] آفتاب خجل
[illegible] حباب خجل
[illegible] گلاب خجل
[illegible] آفتاب خجل

برق نادم ہے بیقراری سے
مہر سے روئے سے ہے سحاب خجل
کیون نہ انگارون پر سدا لوٹے
دل سوزان سے ہے کباب خجل
سر نگون ہے ہلال جواب
ہے تری دیکھہ کر گلاب خجل
یار کے دل سے دھو سکا نہ غبار
ہون مین اے دیدہ پر آب خجل
گویا سے منفعل [illegible]
رنگ گل [illegible] گلاب خجل

ردیف میم

[illegible] ہم
[illegible] دونون [illegible] ہم
[illegible] ہم
[illegible] ہم
[illegible] ہم
[illegible] یار کی [illegible] ہم

صورتِ مژگان جگہ آنکھونپہ ہم خنجر کو دین
اپنی کشتی ہو دہ بنگی تلوار ہی کی گھاٹ مین
کیون نہ اب جاے عصا مینا مِرے ہو ہاتھ مین
بنگئی ہے خاک بھی بعد از فنا ریگِ رواں
ہم تو کیا ہین حضرتِ عیسیٰ دیکھین تو نہین
تیغ ابرو کا تصور دل مین لا سکتے نہین

مثلِ ابرو منھ یہ کھائین یار کی تلوار ہم
دیکھکر مر جائین گے وہ ابروِ خمدار ہم
یعنے ہے چشمِ مستِ ساقی کی بھی بیمار ہم
ڈھونڈتے پھرتے ہین اُس کو جیہ و بازار ہم
عین صحت ہی جو اون آنکھون مین ہین بیمار ہم
ہاتھ مین دیوانے کے کسطرح دین تلوار ہم

نالۂ پُر درد اسے گویا سنایا چاہیے
یار کہتا ہے سُنین گے درد کی اشعار ہم

مرے خون سے سُرخ کر اور لگا کبھی ہاتھون کے رنگِ حنا کی قسم
نہ اوٹھاؤ نگا تیغ تلے سے مین سر مجھے یار ترے کفِ پا کی قسم
کہا لیلی نے قدر شناس ہین ہم ہمین اپنی ہی مہر و وفا کی قسم
جو ہے قیس کو غم ہے بیان کبھی الم کھو کھائین دوبارا خدا کی قسم
کہا لیلی نے ناقہ جو چل نکلا یہی قیس کا بن ہے خدا کی قسم
یہ اوسی ہی کے عشق کا جذب ہوا اوسی وحشیِ بے سر و پا کی قسم
کبھی باغ مین گل پہ کرون نہ نظر رخِ یار کے حسن و صفا کی قسم
مری نظرون مین سانپ ہے سنبلِ تر مجھے حلقۂ زلفِ رسا کی قسم
کہین آیا بگولا نظر جو کبھی کہا لیلی نے بادِ صبا سے یہی

[illegible]

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن مین کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم
جو چمن مین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہین
کہین نغمۂ بلبل زار نہین مجھے جنبش باد صبا کی قسم
دل مضطرب آہ جو کہنے ہین ہو کہو سیدھی بھی بات تو ترچھی سنو
یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو تو نکرون کبھی سجدہ خدا کی قسم
شب ماہ ہی اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہی ٹھنڈی ہوا
کوئی جام شراب کا دے گویا تجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم
باغ مین بے یار اگر جاتے ہین ہم
شکل مژگان تیغ گو منہ موڑ لے
کیون نہ کہیے جنگ ہی یہ عین صلح
مول لیتے ہین لڑائی یار سے
اسقدر ہم جنس بے سقدار ہین
صید مین پر کرتے رہتے ہین شکار
ہجر مین جز غم نہ کھایا ہم نے کچھ
یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا
آگے اوس شمشاد قامت کے مدام

کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہین ہم
بلبلون کی طرح چلاتے ہین ہم
سر کو اپنے کوئی سرکاتے ہین ہم
لڑتے ہی آنکھ اوس سے ملجاتے ہین ہم
دیکے دل آنکھین لڑا آتے ہین ہم
لو جو تم نظرون مین تل جاتے ہین ہم
دام مین صیاد کو لاتے ہین ہم
یار کھانیکی قسم کھاتے ہین ہم
اشک خون آنکھون سے برساتے ہین ہم
بندے کے مانند تھرّاتے ہین ہم

ایک جوش آئی نہین ترے [illegible] ہین ہم
لاکہ شکلین دل کو دکھلاتے ہین ہم
اور کچھ حاصل نہین پر نام کو
عاشقون مین تیرے کہلاتے ہین ہم
خواب مین اکثر نظر آتا ہے [illegible]
یاد مین تیری جو سو جاتے ہین ہم
کب بت مغرور کے دیکھین قدم
برہمن کو ہاتھ دکھلاتے ہین ہم

جب سے وحشت ہو گئی گویا ہمین
[illegible] روز بڑھواتے ہین ہم
[illegible] بلاتے ہین ہم
دل کو یہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم
بال اونکے منھ سے سرکاتے ہین ہم
شام کو [illegible] صبح دکھلاتے ہین ہم
[illegible] سنگدل
دل لگا کر سخت پچھتاتے ہین ہم
[illegible] فرط ضعف سے
[illegible] ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
اسکا غم [illegible] دلدار [illegible]
ہجر مین دل [illegible] بہلا سکتے ہین ہم

پیشوائی کے لیے آئے غزال
اسکی آنکھین دیکھکر آتے ہین ہم

وہ پری پہنائے گر زنجیر زلف
تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم

ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین
رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم

ان جفاکارون کو رکھتے ہین عزیز
دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی
پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم

کھاکے بل کہتا ہے وہ موے کمر
گیسوؤنکو پیچ سکھلاتے ہین ہم

تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا
پھر کمان کسطرح چلاتے ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین
اے جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم

آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ
گردش ایام دکھلاتے ہین ہم

تا لہو پونچھے وہ اپنی تیغ سے
زخم دامن دار دکھلاتے ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین
زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم

تو نے نظرون سے گرا یا کیا ہمین
سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم

نام لکھ لکھکر ترا وصلی پہ روز
ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم

سامنے آتا ہی جو یوسف جمال
اوسکے ہاتھون مفت بک جاتے ہین ہم

ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی
آپ مین ہرگز نہین آتے ہین ہم

یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین
کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

بھیجتے ہین خط پہ خط او شہسوار
گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

[illegible]

یہ جہان ہے کشتی عجب فنا
مرنے کو بھی لوگ کہتے ہیں وصال
ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ
گھر سے کیونکر نکلین فرطِ ضعف سے
قبر پر اوسنے کہا آؤن گا مین
دیکھیے اب شام غربت کیا دکھائے
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر
زردی رخ سے ہین کشتِ زعفران
بارِ عصیان سر پہ ہے گویا بہت

بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم
یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم
مفت مین الوہب کہلاتے ہین ہم
بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم
اس توقع پر موے جاتے ہین ہم
رخصت اے صبح وطن جاتے ہین ہم
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
جا سے گریہ سے ہلنے جاتے ہین ہم
کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون
مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون
مقتضائے طینتِ صافی ہے باغ دہر مین
عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہو وے نصیب
تب تو اہل دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ
برق سان اے دل جو داغِ مرزدہ دامن رہے

مثل گل بے منتِ مخلوق زر پیدا کرون
خاک صحرائے قناعت سے شکر پیدا کرون
رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون
پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون
جستجو مثل صبا جب در بدر پیدا کرون
بیقراری مین وہ اپنا ہمسفر پیدا کرون

[illegible]

دیوان اسعد ۵۱

[illegible]

[illegible]

باغِ عالم مین اگر پیوند الفت ہو درست
تو تو شاخ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون

ہو دے شبنم کی طرح پرواز میری تا فلک
پرتوِ خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون

طالعِ واژون کے دولت اندلون یہ حال ہے
عیب ہو جاتی ہین مین جتنے ہنر پیدا کرون

کھینچے یہ چرخِ ستمگر مجھ پہ تیغ آفتاب
صورتِ شبنم جو اوس گلشن مین گھر پیدا کرون

سب جہان یعقوب سان آنکھون سے نہان ہو گیا
اپنے یوسف کی کہان سے مین خبر پیدا کرون

یار تک کب اوڑ کے جانے دے یہ بخت نارسا
خود بخود کٹ جائین گر مین بال و پر پیدا کرون

ہون جو اے گویا ابھی بحرِ رمل مین غوطہ زن
بے بہا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل چاہوں گلشن اگر پیدا کرون
صورتِ طاؤس اپنے بال و پر پیدا کرون

تیغ ابرو کے ترے مضمون اگر پیدا کرون
اپنے ہر مصرع مین سیفی کا اثر پیدا کرون

آہ بے تاثیر مین گر کچھ اثر پیدا کرون
گھر مین بیٹھے بیٹھے اوسکے دل مین گھر پیدا کرون

ہون وہ گریان بعد مردن اپنی خاک قبر سے
سبزۂ تر کے عوض مژگان تر پیدا کرون

خود بخود جلنے لگین پروانہ سان اے شمع رو
گرد پھرنے کے لیے گر بال و پر پیدا کرون

خط اگر لکھون کبھی مین اپنے رشک ماہ کو
بیضۂ گردون سے مرغِ نامہ بر پیدا کرون

خنجرِ غم سے کرون سینے کو اپنے چاک چاک
یاد مین اوس ایک در کی لاکھ در پیدا کرون

آسمان سے ستارے ہو کے پتھر گر پڑین
مین جو نخلِ آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون

بغض ایسا ہے اوسے ہرگز نہ آئے بھول کر
نقش محبت کس طرح گر گتے ہی گھر پیدا کرون

۵۲

[illegible]

[illegible]

بلبل ہے چمن مین ایک ہمدرد	مین بھی کسی گل کا مبتلا ہون
آئینہ ہے جسم صاف اوس کا	کیون کر نہ کہے مین خودنما ہون
کہتا ہے یہ مشتری فلک پر	یوسف ترے ہاتون مین بکا ہون
رخسار وہ رکھ کے سوگیا تھا	گل تکیون کو روز سونگھتا ہون
خط لکھ کے جو ہے تلاش قاصد	مانند قلم مین پھر رہا ہون
مرجان کہے دیکھ وہ ہاتھ	مہندی کی طرح مین پس رہا ہون
اتنی تو جفائین کر نہ اے بت	آخر مین بندۂ خدا ہون
ابتو مجھے غیب دان کہین سب	مین تیری کمر کو دیکھتا ہون
گویا ہون وقت کا سلیمان	پریون ہی پہ حکم کر رہا ہون
مشتاق ترا کوئی نہین حسن جمال مین	سورج کے قبضے مین ہی کرن چاند ڈھال مین
خال سیاہ یار جو دیکھون تو ہون خجل	ٹھہرین نہ پتلیان کبھی چشم غزال مین
آنکھون مین چھا رہا ہے کس انسان کا خیال	آتی نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین
چلنے مین پائے یار سے آتی ہے یہ صدا	نسبت نہین تدرو کو کچھ چال ڈھال مین
دھڑکا شب فراق کا دل سے نہ جائیگا	ہو جائیگا وصال ہمارا وصال مین
تھا دل مین بوسہ اک خط جانانہ مانگیے	کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال مین
دل نے جو عشق زلف مین صدمے اوٹھائے ہین	لاکھون ہی بال پڑ گئے ہین اس سفال مین
دل مین ہی مو کمر سے ہم آغوش ہو جیسے	ہے کیا خیال اس دل نازک خیال مین

جو تیری تیغ حجازی نہ مجھ سے منہ موڑے
تو بیچ وار مین دریا سے غم کے پار ہو مین
جنون پڑین مری نازک مزاجی پر ...
لگائین پھول جو لڑکے تو تلملا رہو مین

مقطع

[illegible]

نکال ساقی مہوش برنگ گل ساغر [illegible]
نشان نقش قدم ہم ہین واپسینون مین
عدم کو قافلہ یارون کا آہ جا پہونچا
کلابتون جو زری دیکھین آستینون مین
بجھا یا شمع کو فانوس مین لگا دی آگ
یہی تو فرق ہے اشراف اور کمینون مین
ہزار دی مجھے گردش فلک نے [illegible]
خط عذار کا مضمون جو بندھ گیا ہم سے
ہے آسمان مرے اشعار سے زمینون مین
کیا ہے وصف کمر ایسا جو ایک رگ کا [illegible]

بہانہ ساقی مہوش سے ہو لینے کا نجائے ابد فنا خاک سے بھی بیتا بلی	نہین ہون نشے مین بیہوش ہوشیار ہون مین مرون تو شیشۂ ساعت کا پھر غبار ہون مین
دل و دماغ مرا جانتی ہے کیا بلبل یقین ہے سرو لب جو بھی پائمال ہو	نہ الجھون دامن گل سے کبھی وہ خار ہون مین جو تیرے پانو پہ سر رکھ کے اشکبار ہون مین
ہر ایک داغ ہے گل اور آہ سرو نسیم تو اپنے چاند سے مکھڑے کو گر کہے گلزار	وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون مین بلال کہنے لگے اس چمن کا خار ہون مین

ادھر تو دیکھیو گویا نے گل کھلائے ہین
ہجوم داغ سے کہتا ہے لالہ زار ہون مین

دماغ اور ہی پاتے ہین ان حسینون مین خیال زلف ہے یون عاشقون کے سینون مین	یہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینون مین کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوے خزینون مین
کمال حسن ہے ای چرخ ان حسینون مین قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا	ہین آفتاب عذار و نہین مہ جبینون مین لگائین آئینۂ دل جو دوربینون مین
ہمارے ماہ کو یہ زاہدون نے سجدے کیے بتون سی دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے	ستارے بنگئے گھٹے جو تھے جبینون مین کبھی وہ دن تھے کہ ہم بھی تھے ہم نشینون مین
خوشی کا روز ہے اب تو گلے لپٹنے دو اس ایک خال پہ ای ماہ تو نہو مغرور	نظر پڑے جو مہ عید سال مہینون مین ہزارون داغ ہین یان عاشقون کے سینون مین
جو ماہ شام کو نکلے تو صبح کو خورشید	ہے اتفاق نہین دیکھو تو حسینون مین

لگا ہے نام ترا کیونکر ان نگینون مین
جو میرے ماہ کو ہو ذوق شہسواری کا
رکاب مین ہالۂ مہ کی لگاؤن زینون مین
کہون مین کیون نہ کھلے اندام ان حسینون کے
گلاب کیسی کچھ آتی ہے بو پسینون مین
نہ کیون ہو جام ہمارا برنگ ساغر ماہ
ہے آفتاب نہان اپنے آبگینون مین

دیوان گویا ۵۸

[illegible]

سبزہ بنک اپنی قبر کا خوابیدہ ہو گیا
پر ہمکو نیند آئی نہ اک دم مزار میں

او برقِ طور تابکجا لن ترانیان
پتھرا گئیں ہیں آنکھیں مری انتظار میں

جائیں کب آشنا ترے دریا کی سیر کو
اشکِ رواں سے رکھتے ہیں دریا کنار میں

یہ کس نے آکے قبر پہ بے چین کر دیا
کیا سو رہے تھے چین سے کنجِ مزار میں

آیا ہے خواب بھی شبِ وعدہ اگر ہمیں
آنکھیں کھولی رہی ہیں ترے انتظار میں

خاکِ چمن سے کیا ہے مرا کالبد بنا
داغوں کی گل جو کھلتے ہیں فصلِ بہار میں

بعد از فنا بھی حسن پرستی سی کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگِ مزار میں

آنسو بہاؤں آنکھوں سے اُسکو لگا کے میں
موتی پروؤں یار کے پھولوں کے ہار میں

کیوں منھ سے بولتا نہیں نکلا ہی اب تو خط
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار میں

روئے ہیں یادِ گوہرِ دندان میں رات دن
موتی بھرے ہیں مثلِ صدف یان کنار میں

کہیے وہ لعلِ لب خطِ مشکین میں دیکھکر
پیدا ہوا ہی لعل بدخشان تتار میں

فرہاد کی یہ آنکھیں ہیں شیرین کو ڈھونڈھتی
اے دل غزال پھرتے نہیں کوہسار میں

موذی ہی چرخ اس سی نہیں کچھ بھی بعید
سچ یوں ہی راستی نہیں رفتارِ یار میں

تجھ بن نہیں یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشمِ فلک سفید ہوئی انتظار میں

توسن کے ساتھ دوڑوں جنت میں منع کر نہ تو
ظالم عنان صبر نہیں اختیار میں

پھولونکا ہار بنگیا ہے موتیونکا ہار
ایسا خوشی سے پھول گیا دستِ یار میں

نفرت یہ ان گلوں کو ہے مرنیکے بعد بھی
ہوتا نہیں ہے گل مری شمعِ مزار میں

[illegible]

گر پیشوائے خلق ہے زاہد تو کیا ہوا
تسبیح کا امام نہیں ہے شمار میں

مضمون تری کمر کا ہے کیا آج بندھ گیا
عنقا پھنسا ہے آکے دامِ شکار میں

پھولے ہیں منھ سے پھول جو کرتا ہی بات تو
کھلتا نہیں ہے گل بھی چمن روزگار میں

قاصد تو صاف کہدے مکدر ہے کیوں مجھے
لکھا جو نامہ یار نے خطِ غبار میں

[illegible]

[illegible]

پاؤن سر اپنے آئیگی صحرا مین بھی بہار
واجب ہے آب تیغ سے کر لیجیے وضو
دریا مین اوسکے تیر مژہ کا پڑے جو عکس
آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین
ناسور پڑ گئے ترے دانتون کے رشک سے
کھا کھا کے گل ہوا ہون جو مین میری خاک کے
آتی ہے فصل گل مجھے جوش جنون ہوا
کرتی ہے صاف آئینے کو خاک دیکھ لے
رکھتے نہین غرور سے وہ پاؤن عرش پر
بتلاؤن کیا وہ کیسی ہے آرام کی جگہ
اپنے سوا نہین ہے کوئی اپنا آشنا

چھالے ہمارے پھول پروئین کے ہار مین
سجدہ جو کیجیے خم ابروے یار مین
سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین
اپنے اور اوسکے شکوے کیے انتظار مین
روزن نہین ہے یہ گہر آبدار مین
طاؤس بنتے ہین چمن روزگار مین
زنجیر در سے باغ کے باندھو بہار مین
جوہر نہ پوچھ جو ہین ہر اک خاکسار مین
چلتے ہین سر کے بل جو وہ کوے یار مین
سو جائین پاؤن جا کے اگر کوے یار مین
دریا کی طرح آپ ہین اپنے کنار مین

گویا کبھی ہے یاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

روز دکھلاتا ہے طوفان دیدۂ تر سیکڑون
فرقت ساقی مین کھائے داغ دلبر سیکڑون
فتنے برپا ہوتے ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون
اپنے رونے کے ہین لکھنے مین دفتر سیکڑون

ایک پل مین ڈوب جاتے ہین یہان گھر سیکڑون
میکشو ہے ایک مینا اور ساغر سیکڑون
دم بدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون
اے صبا طیار کر موجون کا مسطر سیکڑون

[illegible]

[illegible]

فکر ہستی ہے کسی سرو سہی کے وصف کی
چاہ میں اوسکی گرا دیتے کنوئیں میں آنکھ
نقش جب لکھو کے ہمنے اوس پر کی عشق میں
مثل طفلان حبشیون سے غندہ ہے چرخ پیر کو

راتدن سولی یہ رہتے ہین منخور سیکڑون
میرے یوسف کی اگر ہوتے برادر سیکڑون
خانہ عامل کو بھی جھکوا دئیں گھر سیکڑون
گر طلب مینھ کی کرین برسا پتھر سیکڑون

بندۂ ساقی کوثر ہون مین گو یا وقت نزع
لائینگی بھر بھر کے حورین جام کوثر سیکڑون

تو نہین ہے آگے آنکھون کے تو داغ مرہم نہین
بن ترے فردوس میں بھی دم مرا خرم نہین
دیدۂ گریان بعرار نسیے قرار اک دم نہین
مثل ساغر لب ہے لب اپنا ملا دے ساقیا
دل پریشان ہو گیا اوسکی پریشانی ہے ہاے
قتل کرکے مجھکو کیا وہ سر جھکانی شرم سے
وہ سلیمان ہون کہ ہے ملک جنون زیر نگین
مرگیا جب مین تو آیا قبر پر وہ سیم تن
او دل نادان کبھی دیتے ہین میٹھا زہر ہے
بس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر
مرگیا ہون مین وہ کہتا ہے کیا ہے کچھ فریب
کیون نہون سب رنگون او بت کی ابرو دیکھکر

جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین
نخل طوبی نخل ماتم سے مجھے کچھ کم نہین
سنگ مدفن بھی ہمارا آسیا سے کم نہین
جام ہے شیشہ ہے ہم ہین کوئی نامحرم نہین
دو جہان برہم ہین وہ زلف دوتا برہم نہین
اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین بھی خم نہین
حلقۂ خاتم سے اپنا طوق گردن کم نہین
خاک ہو جانا دلا اکسیر سے کچھ کم نہین
کون کہتا ہے لب شیرین مین اوسکے سم نہین
گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
دم سمجھتا ہے وہ ظالم اور مجھ مین دم نہین
سامنے کعبہ کے کیسے کس کی گردن خم نہین

[illegible]

باتون ہی باتون قاتل بے موت مارتے ہین
شمشیر کی زبان سے تجھکو پکارتے ہین
ساقی کی ابروون پر دل اپنا وارتے ہین
اس طاق پر سے شیشے صدقے اوتارتے ہین
دل بھی دیا بتون کو سمجھے ایمان
اتنک مجھے مسلمان کہکر پکارتے ہین
بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا ہے چھائی
ہنس ہنس کے کیا وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
وہ مست ہون اگر مین جاتا ہون بزم میں
قلقل سے اپنے شیشے مجھکو پکارتے ہین

[illegible]

بلبل کی تو ہو یا گلبن ہے
ہر ان مین
ہے تو جو عکس خورشید روز ذرہ ذرہ
کیون ہے تو تجھ زیب تن ہو موت
سامان مین
گو جام سے خالی ہوا سب
پیالہ عمر کا
بجے دور رہا عز تا پتا ہے
دوران
قدرت خدا کی ہے مقام او
در سے بیٹھے وہ

تو دیکھ تو جلوہ ہے اوس کا چار سو
بان مین
اس کی قدر سب کو شوق
اوس لب کی
کان مین
کہد ہے کی بتانی مری باز کی بھی
دیکھا ہو دا
چھپی زلف کی
گلشن بان مین

ویسی ہی اوسکے سنگ سے بعد از فنا بھی الفت	ہر استخوان سے اوسکو جنون کی پکارتے ہین
آنکھین کھا کے کسنے دیوانہ کر دیا ہے	بادام پتھرون پہ سر زنی مارتے ہین
ہم سکو جانتے ہین دیوانہ اوسی کا	لیلی بھی ہو تو مجنون کہکر پکارتے ہین
کیا ہی ہوا اجل کا مجھ پہ قدم مبارک	ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین
کوچے مین اوسکے جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون	منزل تلک پہنچ کر سب بوجھ اوتارتے ہین
اوس شہر یہ ہے مقرر شیر خدا کا سایہ	جسکے سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین

بازی بدی ہے اوس سے بوسونکی ہمنے گویا
ہے جیب ہون بھی اپنی جینے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی ہے اس طوفان مین
تجکو جو اے رشک پری اب ان دلون نفرت ہوئی
صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو مہربان
رکھتے نہین اب جان جان غیر از کباب اخوان مین
تجھ بن جو بے چینی رہی وہ گوشہ زد ہو جائے گی

خوبی ہے ... ہستی ... سر کیا نام
ویران مین ... نشان ... صبر کی حبیب
عشق ... کو ... سیر ...
ہے ... مانند پید کر
... جان کو ...
ہیر ... مین ... کی ...
... گویا ...

[illegible]

[illegible]

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین	عشق کی دولت سے یان کیا کیا نہین
چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کھاے	اس مین کیا نادان تجھی جانان نہین
بوریے پر ہے قناعت اے فلک	آرزوے مسند دیبا نہین
کردیا یہ ضعف نے نازک مزاج	نازنینونکا بھی ناز اوٹھتا نہین
اوٹھہ گیا کیا یان سے وہ شوریدہ سر	جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین
چشم احول مین نظر آتا ہے ایک	کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین
آسمان ہنستا ہے اوسکی چال پر	جو کہ اپنی چال پر رو تا نہین
پھر گیا ہے آپ وہ مہر و مرا	تجھہ فلک تجھہ سے مجھے شکوا نہین
نقش پر گویا کی کہتا تھا وہ شوخ	ق اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین	خاک سے رغبت رہی ملنا ہی اکدن خاک مین
سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر	صید کیا صیاد بندھتی ہین ترے فتراک مین
روی آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہو	آگ پوشیدہ بھلا کب ہے خس و خاشاک مین
کام کیا مجھ مست کو تیری گل و گلزار سے	باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین
عشق خط کب پاکبازون کا گریبان گیر ہو	گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین
مین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجکو دیکھکر	اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

گرپڑے دانہ اگر جلنے سے آتش سیکدر
یہ حرارت ہے بدم دن بھی ہے ای خاک مین
اون کے پھر جانے نے ظالم مجھکو سرگردان کیا
ملتی ہے آنکھون کی گردش گردش افلاک مین
ہر شکن مین دلکے کہتا ہون صبا کو بھیجکر
خط دیا ہے ہاتھ سے دست قاصد چالاک مین
بس لگی ہے بوستان کوے جانان کا پتا
بوے گل آتی ہے اے قاصد وہان کی خاک مین

[illegible]

اے گل جو ماری ضعف کی منھ سے نہ نکلی بات
بانگِ شکست رنگ سے ہم گفتگو کرین

آنے لگے شراب کی بو اونکے منھ سے بھی
ہم میکشون سے زاہدا گر گفتگو کرین

محوِ شراب ایسے ہین ہم مست ساقیا
آئے صدای قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ ترے رخِ ناشستہ کی حضور
شبنم سے گل ہزار اگر شست وشو کرین

دیکھین چمن مین گر قدِ موزون کو تیری سرو
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دن کو چراغ کشتۂ مہتاب جل اوٹھے
الدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئے چمن مین تو جو برنگِ نسیم گل
اے سرو تیرا وصف لب آب جو کرین

ہنستے ہوئے تم آؤ جو گلگشت کے لیے
رونے کا میرے ذکر لبِ آب جو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانۂ زلال
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سے لطافت بھی اوڑ چلے
ساقی کی وان سے اوٹھو کے جو جستجو کرین

اللہ ری لاغری ہم اگر چاہین اے جنون
حلقے کو چشمِ مور کے طوقِ گلو کرین

کچھ مدحِ چشمِ یار کرین ہم تو روئین جام
شیشے گلون کو کاٹین جو وصفِ گلو کرین

یوسف نہین ہے یار کٹین جسپہ اوہ گلیان
کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین

مانند گرد باغ سے اوڑ جاے رنگ گل
اوس گل کی ہم اگر صفتِ رنگ و بو کرین

نافے نہین غزال مضامین کو دا اٹرے
تحریر ہم جو وصفِ خطِ مشک بو کرین

تقریر ہو گل سے گلبرگ ہو زبان
ہم اپنے گل کی گر صفتِ رنگ بو کرین

اپنے فقرہ پہ لختِ جگر یون ہی جلوہ گر
روشن چراغ جیسے لبِ آبجو کرین

مجرم اگر نہین تو کرین ذبح خلق کو
سب ہاتھ دھوئین زیست سے گر وہ وضو کرین
ہم شرمِ معصیت سے اگر پانی پانی ہون
زاہد تو کیا ہے اوس سے فرشتے وضو کرین
جنکو خدا کی دید کا دعوے بہت سا ہے
اور برقِ طور اون کے مجھے رو برو کرین
معشوق دیکھکر ترے عاشق ہون آپکی
شیرین بھی چھوڑ دے سر جو ترے رو برو کرین
سائے کی طرح وہ ترے پاؤن پہ گر پڑے
اے حور جس پری کے تجھے رو برو کرین

ہون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان	اگر بہا بری بھی ہم سگ جانان کو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتے ہین	بت کہان خوف خدا کرتے ہین
سر مرا تن سے جدا کرتے ہین	درد کی آپ دوا کرتے ہین
آتش غم نے مگر پھونک دیا	دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین
جامہ سرخ ترا دیکھ کے گل	پیرہن اپنا قبا کرتے ہین
خون روتی ہے چمن مین بلبل	ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین
خم ابروے صنم کو دیکھین	ہم بہ کعبہ مین دعا کرتے ہین
اپنے ساقی کو شب فرقت مین	پانی پی پی کے دعا کرتے ہین
روز دو چار کا خون کا کرتا ہے	دست و پا سرخ رہا کرتے ہین
مر گئے بر ہدف تیر ہے خاک	جا بجا تودے بنا کرتے ہین
دہن زخم سے ہم قاتل کے	تیغ کو چوم لیا کرتے ہین
شور محشر سے ڈرین کب عاشق	ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
ہوتے ہین دل مین نہایت نادم	خون بے جرم کیا کرتے ہین
سنہدی ملنے کے بہانے قاتل	کف افسوس ملا کرتے ہین
عوض بادۂ غم ساقی مین	خون دل اپنا پیا کرتے ہین

دیوان گویا

٦٢

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آزما قاتل
حجاب ایجان کیون ہے مجھکو میری پاس آنے سے
تیغ زہر ہین لبیان اور ذقن بھی سیب ہین ہی
دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا
پڑا ہی اسپہ تو زلفِ درازِ یار کا سایہ
زبانِ حال سے کہتا ہی تیری کان کا موتی
حنائی ہاتھ سے نسبت نہین خورشید تابان کو
حسین لیلیٰ سے بھی ہے دیکھیہ میری یار کو مجنون
لڑائی یار سے ہی اے دلِ نازان تری باعث
بجاؤ کر کے یہ حیلہ کہ تھوڑی رات باقی ہے

سوا میری کوئی سینہ سپر ہووے تو مین جانون
سوا غم کے تری کوئی اگر ہووے تو مین جانون
کوئی قد سا نخل بارور ہووے تو مین جانون
کوئی دنیا مین تجھسا منفعت پر ہووے تو مین جانون
قیامت تک شبِ فرقت سحر ہووے تو مین جانون
صنم مین ایسی خوبی سے گہر ہووے تو مین جانون
مقابل اوس کفِ پا کے قمر ہووے تو مین جانون
دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو مین جانون
نکر تو شور اتنا پھر جو شر ہووے تو مین جانون
ابھی تم کھولدو زلفیں سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سونے دی سر رکھکے اوسکو اپنے زانو پر
جو پھر گویا کے گاہی دردِ سر ہووے تو مین جانون

اے صنم تیوری ہی جوہر ابروِ خمدار مین
ہے دل پر داغ اپنا چینِ زلفِ یار مین
آسمان کہتے ہین جسکو وہ زمین شور ہے
اے مری مہرو تو وہ یوسف ہی کہ جسکے [illegible] بکے
مین وہ ہون آتش بیان لکھو میری روبرو

ورنہ ہی یہ عیب ہووے بل اگر تلوار مین
آشیان طاؤس نے باندھا دہانِ مار مین
ماہِ نو مصرع ہی وصفِ ابروِ خمدار مین
چرخ سے آئے اوتر کر مشتری بازار مین
آگ لگ جائے زبانِ مرغِ آتشخوار مین

فلک پر ہو اگر نہ نین سے جام ہو دو چراغ [illegible] غبار مین
[illegible] ہو خط گلزار اگر لکھوں وہ [illegible] دستِ یار مین
اشکِ خونین [illegible] قفس مین ہوئی [illegible]
جب کرون [illegible] زبان منقار مین
برگِ گل [illegible] تری تلوار مین
عشق [illegible] زبان خار مین

ارے ہی مین وقت رقم [illegible]
سبکو دون بڑھ جانے [illegible] خط گلزار مین
یار کو لکھا ہون خط [illegible]
دار پر قامت نہین پھانسی ہے [illegible]
پر یہ مژگان نہین تلوار ہے ابرو نہین
در و پہلو مین رہا کرتا ہے جو [illegible] نہین
ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین
کیا تری الفت مین رسوائی سی رسوائی ہوئی
آبرو جاتی ہے آنکھوں سے رواں آنسو نہین
آتشِ غم سے مرا دل کیون نہ جلکر [illegible]
ابر سا [illegible] ساقی تو نہین

[illegible] عیب نہین
[illegible] جب ہین ہو نہین
وہ نہین [illegible] رات دن
[illegible] جادو نہین
[illegible] نہین
[illegible] مجھے
[illegible] نہین
[illegible]

[illegible] نہین ہے
[illegible] نہین
[illegible] نہین
[illegible] ہین
[illegible] ہین
[illegible]

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ عبد ... کی تب آزاد کرتے ہین

جو ہم وہ مصحفِ رو دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر ہنسکے کہتا ہی قرآن یاد کرتے ہین

کسی کافر کے کوچہ کا جو اکثر دھیان رکھتی ہین
تو سوتی مین بھی سیرِ گلشنِ شداد کرتے ہین

رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغِ ابرو کا
گریبان چاک اپنا خامۂ فولاد کرتے ہین

جو سیج ہے نہین بی حکم جنبش ایک ذرے کو
تو بس ہم وہی کرتی ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین

پہنکر طوقِ منت کا وہ مہرو ہنسکے کہتا ہے
مہِ کنعان کی زندان کو ہم آج آباد کرتے ہین

جسے یہ ذبح کرتے ہین نہین پھر دیکھتے اوسکو
یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتے ہین

دُرِ دندانِ جانان کا دکھایا کرتے ہین نقشہ
ہمارے اشک کارِ مانی و بہزاد کرتے ہین

دلا دیتے ہین اکثر فاتحہ ہم آبِ شیرین پر
سدا وحشت مین روحِ کوہکن کو شاد کرتے ہین

مثالِ زخم اپنی منہہ سے بوی خون لگی آنے
کہ ہردم ہم بیان خونریزی جلاد کرتے ہین

بڑھاتی ہین گلے سے یار کی ہم طوقِ منت کا
زلیخا قید سے یوسف کو آج آزاد کرتے ہین

صفت ہوتی ہی جانان جسگھڑی لمبی تیری ابرو کی
تو ہم ہر بیت پر آنکھون سے اپنی صاد کرتے ہین

نہین ہم شغل سے رہتے ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بھولجاتی ہین خدا کو یاد کرتے ہین

کوئی منصور کے حق کہنے کو سمجھا نہین ابتک
وہ خود کو بھولجاتے جو اوسکو یاد کرتے ہین

جنون خیزی چمن مین کی جو اوسکی قدِ موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتے ہین

مقید ہون مین اعضا کی رگون سے ناتوانی مین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتے ہین

نہین ہے دردمندِ عشق کو کچھ کام نالون سے
دہانِ زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

ردیف واو

صفت پوچھی جو سے اون کی ... [illegible]
صبا سے خط رکھ دیا ... [illegible]
گذر میرا جہان ہوتا ہے ... [illegible]
مین وہ ہون خاک ... [illegible]
کفن بھی میری نظر و نین ... [illegible]
گریبان اجاتا ہون اور ... [illegible]
جدا شاہد اور ... [illegible]
ہمین دھاگے دے زنار ... [illegible]
چمن مین گل کھلاے ... [illegible]
عوض پھولون کے گلچین ... [illegible]

گلزار سا ... [illegible]
مکان یار قاصد اس ... [illegible]
سمجھا ہون ... [illegible]
جکا ... [illegible]
جانتا ہون ... [illegible]
کہین ... [illegible]
ہو ... [illegible]
دکھاؤن حسرت دیوار اوسکو اور رشک در پردہ ... [illegible]

قاصد سے جواب پوچھتے کچھ دل ہی دھڑکتا
تھا آج کا وعدہ سو کہا آؤنگا مین کل
بن تیرے اگر جاؤ مین گلگشت چمن کو
گل گل مری بیکل اوسے کرتی ہے کرون کیا
زلفون کی پریشانی سے کیا دل ہے پریشان
غنچہ کو ئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو
کسطرح سے ہو نسبت بھلا کچھ تو کرو انصاف
اوس گل کو چمن مین ہو جو منجوار سے کچھ فوق
کسطرح سے کہہ بیٹھون اوسے چل مرے گھر کو

پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیونکر مجھے کل ہو
سینے کو ہوا تیر ہو بھل برچھی کا بھیل ہو
یارب دل نادان کو کسی طرح سے کل ہو
شانے کا ترے ہاتھ الٰہی کہین شل ہو
کچھ منھ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہین حل ہو
بیتابی ہو یان اور اودھر لیت و لعل ہو
ہر غنچۂ گلزار صراحی بہ بغل ہو
کہتے ہین تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کس کا ہے منھ اوس سے کرے بات
ہر بات مین جس کا فرطناز کے جھل ہو

چلے ہم اے جنون جب فصل گل مین گلشن کو
سمجھ کر چاند ہینے یار تیرے روے روشن کو
جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کر دو نین دل کو
کرون آہین تو منھ کو ڈھانپ کر وہ شوخ کہتا ہے
شرر سنگ لحد سے جھڑتے ہین لطف چراغان ہے
تھا گردن کا ڈورا کمر مری ایمان لینے مین

عوض پھولون کی پتھری بھر گلچین نے دامن کو
کہا بالے کو ہالہ اور مہ نو طوق گردن کو
لڑاؤن دوست سے اپنے مین آن پہلو کی دشمن کو
ہوا سے کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو
لگایا کرتے ہین لڑکے جو پتھر میرے مدفن کو
بنایا کس لیے زنار اوس طفل برہمن کو

دیوان گویا ٦٤

... [illegible]
جیب ... [illegible]
تصور مین تری زلفون ... [illegible]
نہین ہے گل مری ... [illegible]
فراق یار مین ... [illegible]
بہت تکلیف ... [illegible]
کہی ... [illegible]
قدمی ... [illegible]
رخ ... [illegible]
... [illegible]

جھکائی ہین کنوئین چاہ ذقن کی طرح موزونکو
بنایا یوسف گم گشتہ کی مانند مضمون کو

مجھے ذوق شہادت ہے مردان بھی ہی ای قاتل
بھری دامن تیغ آب تیغ سے دھونا مری خون کو

خوشی ہو کر جو وہ مہر و گلے میرے چمٹ جاتا
ہلال عید پھر کہتا مین اپنے بخت واژون کو

دکھا دی ای جنون الفت نے مجھکو جبکہ بگیر نگی
مین سمجھا خیمۂ لیلی سواد چشم مجنون کو

بگولہ ہالۂ مہتاب ہی میرے بیابان کا
فلک تب کہا کرتے ہین وحشی میری ہامون کو

تصور اسقدر رکھا ہی مین نے زلف مشکین کا
بنایا ہی برنگ نافہ ہر اک قطرۂ خون کو

نہایت مجھ مکدر ہو گے لیلی وہان سی پھر آئی
غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو

مے الفت کی متوالے جو ہین اے ساقی بیہوش
صراحی کہتے ہین گردن کو ساغر چشم میگون کو

دکھایا اوس نے دریا پر شب مہتاب کا عالم
مجھے روتے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو

کہی جب وصف رخ مین شعر بندش وہی صفائی کی
ہزارون پیچ سے باندھا کیے زلفون کے مضمون کو

فلک گر اپنی ہم صورت پہ تو احسان کرتا تھا
شراب عیش سے بھرتا تھا جام بخت واژون کو

سراپا ہم نے مضمون اوس قد بالا کی باندھی ہین
زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھی پست گردون کو

مین سمجھا کوئی گل سرو گلستان نے کھلایا ہی
جو دیکھا پھول سی چھڑی کو اوس قد موزون کو

ہی بستر اطلس گردون سی یہ پوشاک عریانی
ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو

صدائے قلقل مینا یہ ہی محفل مین اے ساقی
دکھا دی چشم میگون کو دکھا دے چشم میگون کو

مری گردش کی افسانے سنے ہین سالہا اس نے
اسی باعث سے ہے دوران سر مدت سے گردون کو

کہی جب اپنی گردش کر دیا اوسکو تہ و بالا
بنایا شیشۂ بازیگران مینای گردون کو

طالع نا ساز پہ جو حظ کیا ہے تعجب
رونق جو جہان ہے وہان کیون نہ دھوان ہو
جو نام کی سے بھی نشان اوس کا نہ پیدا ہو
عنقا نہیں ظاہر مضمون دہان ہو
جو سچ ہے تو ہے سامنے گر دیون سے خنجر زرد
تو فاتحہ قاتل نہیں ہوا ہے گلی نوک زبان ہو
وہ ماہ نہ لگ جائے اگر ہم سے گلے
عید رمضان غرہ ماہ رمضان ہو
گویا کرے طوفان پہ اب گریہ گا

طوق سری ہی گلے مین کچھ نہین ہے ناصحا	تا بہ گردن وہان کبھی دیکھا زلف کی زنجیر کو
جسکی جانب وسنے دیکھا مر گئے ہم رشک سے	ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو
کھینچنا مشکل ہے مجھہ دیوانے کی تصویر کا	پاؤن سے پہلے بنایا چاہیے زنجیر کو
یہ گھلا ہی ضعف سی سوکھا وہ اپنی جیب تک	اب گریبان گیر کیسے خار دامنگیر کو
کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان مین	رہیے اپنے گھر مین اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندھے ہین غزل مین شیم کے
فکر گویا نے کیا ہے منہ آہو گیر کو

یان شکوہ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو	جو زخم لگے وہ پے شکرانہ دہان ہو
گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی	قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو
تو تیغ لگائے دہن زخم کی ہنس دون	قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھ سے بیان ہو
گر راہ صبا بنکے چلے یار کی جانب	بے سنت قاصد مرا مکتوب روان ہو
جا سکتا نہین جوشش گریہ سے کبھو تر	مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو
وہ کون سی جا ہی کہ نہین جلوہ نما تم	تسپر نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو
سایے کیطرح کیون نکرو سرو کو پامال	تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو
مجھہ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی	مر جاؤن تو پھر خاک مری ریگ روان ہو
چھا جائے گھٹا اوس سی اک جھولا کر	مینہ برسے مرے رونیکا گر حال بیان ہو
مت پوچھ مرا ضعف اگر رونے لگون مین	کیا دخل کہ آنسو مری آنکھونسے روان ہو

دیوان گویا
٦٦

دل دیوانہ مرا آشفتہ ہے جب سے
جب لکھہ سکا نہ حال دل داغدار کو
لاے کا پھول بھیجد یا خط مین یار کو
آنکھون مین دم ہے کرتا زبانہ ابلق ہے
بولا ابھی یہ باؤ کے گھوڑے پہ سوار کو
دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو
دست طمع دراز سبھی شاخ گل کرین
دیکھین اگر چمن مین گل نقش پا یار کو

[illegible]

ردیف ہا

نہین تیری جفا وفا ہے یہ	قتل کرنا جو ہے ادا ہے یہ
سر قلم کیجیے روا ہے یہ	اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ
بھن رہا ہے جگر جو مثل کباب	عشق میکش مین بس مزا ہے یہ
خون عشاق کو وہ کہتا ہے	دست و پا کے لیے حنا ہے یہ
اتنی بدخوئیان نہین اچھی	کہہ نہ بیٹھے کوئی بُرا ہے یہ
کوستے ہو جو ہاتھ اوٹھا کر تم	اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ
گاہ ہنستا ہے گاہ چین بجبین	وہ تو شوخی ہے اور ادا ہے یہ
ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اوسکی	راست قامت ہے کج ادا ہے یہ
خط کو اپنا جواب نامہ سمجھ	یار نے مجھکو بس لکھا ہے یہ
اس کو دستار سرخ مت سمجھو	خون عاشق کا سر چڑھا ہے یہ

ہے فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچہ کا گدا ہے یہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہ	عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ
شب وصل صنم دلا ہے یہ	بوسے ہونٹون کے لے مزا ہی یہ
دل کو کیون پائمال کرتے ہو	نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہ

[illegible]

قد جانان نہین قیامت ہے یہ
زلف جانان نہین بلا ہے یہ
گو صنم مُردے زندے کرتا ہے
کون کافر کہے خدا ہے یہ
ہو شہادت نصیب گویا کو
فدوی شاہ کربلا ہے یہ

ردیف یا

[illegible]

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف	کیا مری طبع مین روانی ہے
ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور	کیا کرون عالم جوانی ہے
کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ	کب خدائی مین اوس کا ثانی ہے
نہ مرے زخم پر رکھو مرہم	میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
سر کٹائین گے شمع سان خاموش	گریہی اپنی بے زبانی ہے
ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان	کار عشاق جانفشانی ہے
سینھ نے گھر مرے رکھا اوس کو	یہ بھی تائید آسمانی ہے
دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتے	ناتوانی سی ناتوانی ہے

قد موزون کے عشق مین گویا
رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے	مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے
تجھ سے مغرور کی جھکی گردن	یہ بھی اک شان کبریائی ہے
اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے	دیکھیے کس کی موت آئی ہے
پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا	ہم سے برگشتہ اک خدائی ہے
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا	کج ادائی سی کج ادائی ہے
آپ کو جانتا ہے آئینہ	صاف یہ اوسکی خودنمائی ہے
تم مرے کج کلاہ کو دیکھو	یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

سوزش مری دل کی دیکھہ ایاہ
وہ طفل نصیری آئے شاید
گردن رولی تھی شمع سرکش
بس رکھدیا خط مین برگ سوسن
ٹھکرا کے چلے جبین کو میری
یہ رشک ہی منھہ جو یار دیکھے
کھولا تھا مین راہ کوے قاتل
اوسکی گردن تلک نہ پہونچا

کر سیر اس برج آتشی کی
قسمین دون مرتضے علی کی
کیون اوسکی گلی سے ہمسری کی
جب لکھہ نہ سکے صفت مسی کی
قسمت کے لکھے نے یاوری کی
صورت دیکھون نہ آرسی کی
تونے اے موت رہبری کی
اے دست دراز کوتہی کی

دل کو یا لا انفعل مین تونے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو پنہان تھا وہی ہر سو عیان ہے
سراپا ماہ کا تجھہ پر گمان ہے
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے
جو پہونچے ہاتھہ زنجیرون کو توڑین
گیا ہے کوچہ قاتل مین اب دل
سنے جو پھر نہ آگے تا قیامت

یہ کیسے لن ترانی اب کہان ہے
زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے
برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
تری تلوار قاتل گل فشان ہے
اگرچہ پانوں اپنا درمیان ہے
مسلمان وارد ہندستان ہے
ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

٦٩

زر و دینار سے آتا ہے جانان
فغفور و پالکی پہ سامان کہان ہے
گئی ہے یاد زندان مین مری
کشتی آب گوہر مین روان ہے
ادا و ناز و غمزہ [illegible]
[illegible] یوسف سا [illegible] کاروان ہے
لگا دی آگ نالون نے فلک پر
فرشتون کی زبان پر الامان ہے
[illegible]

زار اس حسرت سے رویا مین لپٹ کر یار	دیدۂ روزن مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
آج جو چاہا ہی سو کہ وعدہ ہی کل دیدار کا	لن ترانی پھر کہان جب تو نظر آیا مجھے
ابر مین بجلی چمکنے کا مجھے دھوکا ہوا	جب کھلے بالون وہ آتش رو نظر آیا مجھے
چشم جانان مین جو دیکھا سرمۂ دنبالہ دار	بستۂ زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے
حسرت دیدار نے مجکو کیا یہ بیخود اس	جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے
یاد آیا دل بھی اپنا ملا تھا خاک مین	رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے
چشم تر مین پھر گیا اوس سرو قامت کا خیال	سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجھے
کیا تصور ہے جو دیکھا اپنے جسم زار کو	مین یہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے
کھینچ لی تلوار جب اپنی کمر سے یار نے	باڑھ کا ڈورا کمر کا مو نظر آیا مجھے
جنت کو ہی بتان مین جب لگا سینے قدم	جام کوثر کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
دوسرا مصراع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک	مطلع ایجاد جانان تو نظر آیا مجھے

اک غزل کی اور بھی تکلیف دیتا ہون تجھے
شاعرون مین اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

اوسگ جانان جب جسم تو نظر آیا مجھے	استخوان کا درد بے دارو نظر آیا مجھے
شرم سے اوس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے	گردن آہو مین پا گھنگرو نظر آیا مجھے
اوٹھ کے اوس پہلو مین تو بیٹھا تو فرط شوق	دل بھی اس پہلو سے اوس پہلو نظر آیا مجھے
ہون وہ مجنون جب یہ لیلی سمجھ دوڑا اودھر	جب سواد دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

نہوگا کوئی مجھ سا محو تصویر
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

مکدر نہو یار تو صاف کہدون
نہ کیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی
سحر سے یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملا دے لب جام کو سب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہے آب جو ہے

نہ کیونکر دماغ آسمان پر ہو میرا
بغل مین مرے ساقی ماہ رو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون ازخود رفتہ مین خط جو لکھکر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہو وصل تو رات دن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید
صبا آج جو تجھہ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہے لہو گر تری تکبیر سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ نہ تری تیر سے ٹپکے

اللہ رے نزاکت جو شب ماہ مین نکلے
گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے

آہون سے مری اوسکی دوزخ مین لگی آگ
جنت کا مکان رونگی تاثیر سے ٹپکے

ہم ایسے ہین پیاسے کہ تو رکھدے جو گلے پر
پانی وہین قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

جو قطرۂ خون دیدۂ تصویر سے ٹپکا
پیدا ہوئی خورشید ہو وان [illegible] ٹپکا
اسکا جو عرق [illegible] رخ بے پیر سے ٹپکا
یہ سقف فلک بھی کسی تدبیر سے ٹپکا
وہ کشتہ ہون مین روز جزا اہل شہادت
خون ہو وے سر شرر اور تری شمشیر سے ٹپکا

ای گردن مین گریبان حلقۂ فتراک ہے

مین نے گل کھایا تو اگا ہے کہ جینے
ندا او ٹھین کے مثال نقش قدم

خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے
جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھہ لے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھادے
اثر کچھہ تو ای آہ سوزان دکھادے
اگر دیکھی چاہِ ذقن اوسکا یوسفؑ
مین منصور ہون زاہد و حق کہون گا
ترے اشک اور آہ سوزان کے بس مین
بھلا کچھہ تو آ کام ای جوشِ گریہ
اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ
اگر آب ہی تیرے خنجر مین قاتل

بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکادے
رقیبون کے دو چار گھر تو جلادے
تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرادے
اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھادے
یہ چاہے بہادے وہ چاہے جلادے
کہ غیرون کے دیوار و در کو گرادے
ہے احسان شب ہجر مین گر سلادے
ذرا میرے دل کی لگی کو بجھادے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میر خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑادے

جسم وہ حیران جہان آئینۂ ادراک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو

چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے
دامنِ پاکِ مہِ کنعان کو دیکھو چاک ہے
گوش نازک ہین گل تر غنچۂ گلنالک ہے

لگین گر تیر مژگان دل پہ ہی عین آرزو میری ہجوم یاس و حسرت الکیسو ہی بیکسی الکسو مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشیگا	مجھی یہ تیر باران کم نہین باران رحمت سے ترے عاشق کا جاتا ہی جنازہ شان و شوکت سے اگر اچھے بھی ہونگے زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسے بے طرح روٹھا تھا لیکن مین نے اے گویا
منایا لاکھ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھسے روٹھا دیا کس نے	میرے دل کو دکھا دیا کس نے
دام کاکل دکھا دیا کس نے	مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے
خم ابرو دکھا دیا کس نے	کعبۂ دل گرا دیا کس نے
اے فلک ہم تو بیٹھے ہنستے تھے	اوٹھتے اوٹھتے رولا دیا کس نے
آئینے مین دکھا کے تیری شکل	مجکو حیران بنا دیا کس نے
مین گیا اوسکے گھر تو کہنے لگا	گھر ہمارا بتا دیا کس نے
نہین معلوم شوق قتل مین کچھ	سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
لسنائے کسی کی آنکھون مین	نظرون سے گرا دیا کس نے
مانگتے ہی گنہگار ہوئے	اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

ملی ہاتھون مین یہ حنا کس نے	خون سر پہ مرا لیا کس نے

یار دیتا ہے ہمین بت کہ ہم نہین واقف
پھر کیا دل کو اسکے خدا کس نے

نمایان چین زلف یار سے ہے کان کا موتی
عوض وا سے کے اوسکے دام مین موتی لگادانا ہے
چھو نمودار رکھکر دوش پر تو اوڑہ چلو صاحب
پری کی سی ہے صورت صاف باقی پر لگانا ہے
کبھی نرگس کا ان دکھاتا ہے کبھی سرخی لگا دینا [illegible]
مرے منصور کو شاید کہ سولی پر چڑھانا ہے
جھکا دے دیکھتے ہین اگر ترے سر [illegible] قاتل
زبان تیغ سے قسمت کے لکھے کو مٹانا ہے
نہین چھوٹے سے ہم [illegible] بلبل [illegible] اسیری مین
مگر صیاد کو گلدام گلشن مین لگانا ہے

[illegible]
چلا ہے [illegible] جانب جنت روانا ہے
[illegible] نا توان کو کیا توانا ہے
[illegible]

چاندنی پردہ سپہر رکھے نہ قدم
تیرے ابرو کو جو ہلال کہا
مردون تو وہ جواب نامہ لکھے
ہاتھہ اوٹھا کر لگا جو کوسنے وہ
جو ہے بیگانہ آشنا ہے وہ
ہمکو نظرون سے پیتے ہین آپ
جب سے اوس کوچے مین نیلام رہا
ہمکو او نوجوان کہا بے مثل
ہمنے جب دیکھی چاندنی چھٹکی
کاسۂ ماہ جب سے دیکھہ لیا

ہم فقیرون کا بوریا سمجھے
ماہ نو سے بھی کچھہ سوا سمجھے
خط نہ آنے کا مدعا سمجھے
واہ رے ہم اوسے دعا سمجھے
ہم جو کہتے ہین کوئی کیا سمجھے
چشم بد دور توتیا سمجھے
کیمیا کو بھی خاک پا سمجھے
آج معنی لا فتا سمجھے
تیری اوتری ہوئی قبا سمجھے
تب گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنی فہمید پوچھہ مت گویا
کچھہ نہ سمجھے یہ بارہا سمجھے

نہین کچھہ غم گلستان سے جو فصل گل ہوا ہی
کہو اوس برق وش سے آج لازم ساتھہ جانا ہے
دہن مین جیسے [illegible] خبر [illegible] دانا ہے
مثال نقش پا القصہ پڑی رہتی ہین سر [illegible]
اگر جانا بہار گلدستہ جنون کی ہوگی اب فرصت

وہ بلبل ہون کہ گل کھا کھا کے تازہ گل کھلاتا ہے
خزانہ ہی [illegible] بہار [illegible] ابر جسے شامیانہ ہے
جنون [illegible] گلزار کو [illegible] بھی کہتا ہی تو دانا ہے
اگر قاتل ترا گنج شہیدان آستانہ ہے
ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے

[illegible]

داغِ دل تازہ ہوا آہِ دلِ ناشاد سے
چاہیے معشوق کرے ہم سے بھی عشق ہو
دامنِ صحرا ہوا ٹکڑے پرای دستِ جنون
قامتِ موزون کا سایہ دیکھ کر کہتا ہے شوخ
سر کو پھوڑا کوہکن کی عقل پر پتھر پڑین
کون یہ صیادِ گل رخسار آتا ہے صبا
ہون مین وہ بلبل کہ مثلِ طائرِ قبلہ نما
زخم جو لگتا ہے بنتا ہے دہانِ شکر وہ
پھوڑ ڈالا سر کو سنگِ آستانِ یار سے
یار اگر آتا نہین تو ہی شبِ فرقت مین آ

ہو گیا روشن چراغ اپنا گذارِ باد سے
جانِ شیرین کو دیے کہنا تھا یہ فرہاد سے
جیبِ صبح چشمہ بھی پہاڑین کی امداد سے
کس کا مصرع اُڑ گیا ہے مصرعِ اوستاد سے
کھود ڈالا خانۂ خسرو نہ کیون ہلتا ہے
شورِ بلبل کم نہین شورِ بہار آباد سے
مُنہ قفس مین بھی نہ پھیرا خانۂ صیاد سے
بڑھ چلی ہے میری وفا ظالم تری بیداد سے
ہم کبھی اے شیرین نہین ہین کم تری فرہاد سے
اے اجل تو نے بھی کیا ہم کو بھلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبدِ گردون نے گھبرا کر کہا
سر پھرا جاتا ہے اے گویا تری فریاد سے

ہون مثلِ زلف و مجھے نسبت سپند سے
کوچے مین زلف کی دلِ جانان ہون بعد دو چار
عاشق کی آہ جائیگی اب عرش کے پرے
تمکو خدا دکھا دے بتو انقلابِ عشق
ہے آہِ بیکسان کی رسائی خدا تلک

نالے نکل رہے ہین قفس بند بند سے
جسطرح دردمند ملے دردمند سے
زلفِ دراز بڑھ گئی قدِ بلند سے
اپنا بھی درد کہتے ہین ہم دردمند سے
چڑھ جائیے فلک پہ ذرا اس کمند سے

بے ہنر ادنیٰ گرانقدر بتوانی سیہ رو یا رب
جاگ خواب غفلت سے کوئی دم کوئی دن کا مہمان ہے
اوس نے تیغ نہ دیکھا برق گرادی مجھپر
اثر نہ کسنے ایکبار میری صورت آنکھ کو
غم سے ہوسکو نہ ملا لکے لئے مین
پانون بھی ہیر ون گریبان میں آئی ہے
یا تو گریبان ہے اور ستارہ ہے کے
بہانہ کا قبا کا رنگ آسمانی ہے
کیا عجب ہوئی ہے اس طرح جو ٹپکتی ہے
جس کے روزن تھا اوس سے کی ترانی ہے
کہتے ہین مجھے رضوان جنت مین
جب کے یار کے در کی پاسبانی
مجھکو وہ لہو روتے دیکھکر لگا کہنے
کیونکر ہو ایسے سینہ مین زخم کیا نشانی ہے
بیری بیقراری کی اور پھر سے رونے سے
برق رنگ کے سوزان ابر پانی پانی ہے
سطرین اوسکی ہین موجین اور یہ بحر دریا ہے
غیرت در شہوار گوہر معانی ہے
زخم کھا کے بازو کی مچھلیان ہوئین زندہ
اب تیغ اے قاتل آب زندگانی ہے

کیا لگا وہ مستانہ ساقی نے نظارہ کیا	محتسب سرشار ہے زاہد جو ہی مستانہ ہے
اعتبارات جہان کثرت مین قوم وحدت کو دیکھ	وہ وہی مہمان وہ وہی خانہ وہ وہی صاحب خانہ ہے
آج افسانہ سنا کرتا ہے پھر خواب ناز	دیکھ لینا بے خبر کل تو بھی اک افسانہ ہے
اس چمن مین خار چشم و ہر گل و نرگس ہے ہین	ہان مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے
ہے وضو بنا لہو کا قتل ہونا ہی نماز	سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے
اڑ گئی ہے جان سی ہر ایک بیت مین آنکھ	اندنون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے
دل تڑپ اچھلتا ہی اب جان تو آنکھون مین آ	دیدۂ گریان مژہ سے صورت خسخانہ ہے
رعد ہے نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر	جسکو تجلی کہتے ہین وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پہ موقوف ہے
جو ترے کوچے مین آیا اسے پری دیوانہ ہے

گم ہوا ہون نظرون سے ایسی ناتوانی ہے	اب اودھر سے ادنی ہی یاں لن ترانی ہے
آنکھ اوٹھا کے گر دیکھو عین مہربانی ہے	لو دعا ضعیفون کی ثمرۂ جوانی ہے
وہ لگاتے ہین مہندی ہم بھی ہین لہو روتے	وہان ہے مشق خونریزی یان بھی خونفشانی ہے
حال دل کبھی گر کہون تو کہتا ہے	اور ہین سنی قصے یہ بھی اک کہانی ہے
پوچھتا ہی کیا ہمدم حال زندگانی کا	جب جدا ہوا جانان خاک زندگانی ہے
سکو ہی یقین کامل رخسار تابان کا	اوسکی جو قبا کا رنگ آسمانی ہے
کرتے ہو اشارہ کب جسکو اپنی ابرو سے	تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے

[illegible]

کشورِ دل مین کیا تلاطم ہے
صورت اک انقلاب کیسی ہے

دل پھنسا جب سے زلف وکاکل مین
حالت اک پیچ وتاب کیسی ہے

دیکھہ ہمت حسینؑ کی گویا
سب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسفؑ کنوئین جھکاتا ہے

کچھہ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے

شمع محفل وہ مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین
چٹکیو نمین وہ جب اوڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ
دل مرا پیچ وتاب کھاتا ہے

اگر میان غیر سے نکر ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگِ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ
کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے

خاک سے بھی مری غبار رہا
قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے

غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثل آئینہ اوس سے صاف ہین ہم
تو ہمین خاک مین ملاتا ہے

مجکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم
کس لیے تو ہمین رولاتا ہے

دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے
خنجرِ آبدار لاتا ہے

دید کی آنکھہ ہی نہین رکھتے
لن ترانی کسے سناتا ہے

اوس بی کی تھی غرض تو بتانا تھا جام سے
بھولے سے پیار کیون مری نیت خراب کی
ایسا جواب نامہ یہی از ملک نے کھلا
تھی دیر اس لیے مرے خط کے جواب کی
نوشتہ بنانے والی نے بیجای جواد کی داد
تصویر ہول اوٹھی مرے خط جواب کی
کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل
[illegible] فرزین جناب کی
[illegible] جو کھولی تو یہ کھلا
[illegible] جب ان خواب کی
بنیاد دیکھ نہین ہے جب ان خواب کی
گویا اسی سبب سے جناب رسالت مآب کی
الفت جو ہے جناب سے ہے اسد منتظر

دہن ہرگز نہین ہے ایسا یہ بھی تحریر یاں ہے
ہزارون منھ سے بہتر ایک تیری بے دہانی ہے
تڑپتا ہون مثال برق باد یار جانی ہے
مجھے ہر شب ہجران بلائے آسمانی ہے
بھلا اس عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے
مرے گھر سے چلا وقت سحر جب رشک بت خانہ
خدا کو بھی لنو بنا یہان تک بدگمانی ہے

اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امیدواری سے منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے لجا لو بنگئے نخل گلستان شرمساری سے	دم آیا میری آنکھون مین نہ آئی تم نہ آئی تم جسے مین دیکھتا ہون یار کی دانتون کا شیدا ہے خرامان دیکھکر گلشن مین سرو قامت کو

وہین دھو جائیگا دینگے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمساری سے

دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی صورت جو بنگیا ہو مہر نو رکاب کی دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی ناقوس آہ ہے دل پر اضطراب کی تاثیر اب تلک ہے وہی اضطراب کی بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی ہے حلقہای چشم مین صورت رکاب کی درکار اب ہوئی مجھے کشتی شراب کی صورت لگی ستاری سے ملنے حباب کی بیداری سے فزون ہوئی توقیر خواب کی	پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کی پیتے ہی مجکو دار و بیہوشی ہو گئی مسکن کو اپنے چھوڑ کے زلفون مین جا پھنسا کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس کس کوچے سے نکال کے مارا ہو دشت مین سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک ہین پہونچایا مجکو کعبہ کوی بتان تلک اے شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو دریا روان ہی فرقت ساقی مین چشم مین پر تو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا دیکھا تجھی جو خواب مین جاگے مری نصیب

[illegible]

[illegible]

پڑی سایہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جاوے	سمندر میری سوز دل کی آگے پانی پانی ہے
ہمارا نامہ دیکر آہ بھی اک کیجیو قاصد	جو پوچھے یار کہدینا یہ پیغام زبانی ہے
بچھا ہی دشت میں ہر ایک جانب فرش کانٹو نکا	جنون مجھ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے
ہماری خاک پر آتے ہوئے جو تم مکدر ہو	عوض پھولون کی تربت پر مگر تیوری چڑھانی ہے
لکھا القاب نامہ میں مجھے نامہربان اوس نے	کیا بھولے ہو اونکو یاد یہ بھی مہربانی ہے
لگایا ہی جو اپنے دانت پر میرے شکر لب نے	تو ہی میٹھی چھری تلوار سے برّن اوسکا پانی ہے
ہوا ہی تب کہین غربال سینہ اوسکے تیرون سے	اسی امید پر جب سے برسون خاک چھانی ہے
مرا لیجا کے نامہ تو جواب غیر لاتا ہے	یہ قاصد خط رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے
عوض نامی کے بھیجین گے اوکے لوٹن کبوتر ہم	اسی پردے مین قاصد دل کی بیتابی دکھانی ہے
ہم ایسا روتی مجھے اگر روز اوسکے منھ پہ لکھ	ہوئی ہین مدتین چاہ ذقن مین اب بھی پانی ہے
تری تصویر اگر کھینچے دہن کی جا لکھے مانی	خدا ہی عالم الغیب ورنہ یہ سر نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتے ہین نہین کہتے
ازل سے یان تو گویا مثل ماہی بے زبانی ہے

ہمین اس قید الم سے تو رہائی ہوتی	شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی
آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی	اوس سے بھی آنکھ لڑاتے تو لڑائی ہوتی
خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی	ان بتون کی تو خریدار خدائی ہوتی
وعدہ دیدار کا ہے شکل دکھائی ہوتی	کل جو آنی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی

[illegible]

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجھکو
کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی

گل نہ سنتے تری فریاد یہ یون اے بلبل
مرے نالون کی اگر طرز اوڑائی ہوتی

آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا
مرے اشکو نہین جو قاتل نے بجھائی ہوتی

دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی
اوس شکرلب نے جو تقریر سنائی ہوتی

مہر و مہ ہوتے مری طرح ترے دیوانے
چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی

ہے یہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ
شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتی

ہجر ساقی مین جو ہم آنکھ سے دریا روتے
خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتی

مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کہین حیرت دل
محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتی

بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے
مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی

عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا
تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی

ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنون کی شبیہ
لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتی

تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
بعد مرنے کے مری خاک اوڑائی ہوتی

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید
لاکھ ہمچشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتی

درد ہوتا مرے زخمون مین تو میٹھا میٹھا
اوس شکرلب نے جو شمشیر لگائی ہوتی

ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا
شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی ہوتی

مر گئین تھین وہ چمن مین تجھے لازم تھا صبا
سرو قمریون کی خاک اوڑائی ہوتی

سگ دلبر کبھی آتا تو پے استقبال
ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتی

خاکساری کا اگر ربتے سے اگر ہوتا
اے فلک تو نے زمین سر پہ اوٹھائی ہوتی

وہ پری آپ اوٹھا تو ظلم صب کرنی تھی
خاک بھری قد آدم تو اوڑائی ہوتی

اوٹھتے اوٹھتے اثر ضعف سے وہ گر پڑتی
میری مٹی کی جو دیوار اوٹھائی ہوتی

لحد آتی اگر اس بندہ نوازی تم کو
اے بتو عشق مین تمھارے بھی خدائی ہوتی

کروٹ اوٹھ نہ سکے بڑے بیٹھا وہ
تو تو گویا ہے کوئی بات بنائی ہوتی

نظارہ رخ ساقی سے بھی کو پرستی ہے
پہ آفتاب پرستی بھی مے پرستی ہے

خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہے
تو اور کام مین سہا موت بجھے ہنستی ہے

نہ گل ہین اب نہ وہ ساقی نہ مے پرستی ہے
چمن مین پھول کی عوض بلبلی پرستی ہے

یہ ملک حسن بھی جانان عجب بستی ہے
نہ دل ہی چھن یہان لوٹ یون سستی ہے

مہ صیام مین گو منع مے پرستی ہے
مگر ہون مست کہ ہر روز فاقہ مستی ہے

[illegible] ۶۰

[illegible] ریاض ہستی ہے
[illegible]

دکھائی جس نے یہ صورت ہمین دم آخر
اوسی کو دیکھنے کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹے شیشہ مے میرے سنگ مرقد سے
پس از فنا بھی مجھے پاس مے پرستی ہے

اسیر کرکے ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بھی جو گل ہو جاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی مری جان رونمائی مین
یہی جو مول ہے تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہی اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ دراز دستی ہے

کہون مین کہ وہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادہ وحدت کی مجھکو مستی ہے

علم ہے تیغ دو دم تیری سر جھکائے ہوئی مین
تری گلی مین بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
روان اودھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کے کہتا ہے
یہ وہ ہی تیغ اشارون ہی جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا لڑون مین ترک سخن
کہ ایک دم مین یہ خاموش شمع ہنستی ہے

ہون وہ بلبل روز کو ہی حق کی چشم تر مجھے
نالون کو سنگ کا ری بندھنی کی خاطر ہر مجھے

بھر ساقی مین جو خوش آئے مے احمر مجھے
باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھے

[illegible]

حسرت پرواز نکلی ناتوانی کے سبب [illegible]

پوچھون

پہنچون اشکِ گرم تو جلنے لگی بجلی کیطرح
دی فلک بالفرض اگر داماں ابرِ تر مجھے

ہین نہ عریانی مین ممنون ہون کسیکی چشم کا
جامۂ آبِ رواں دے اشکِ چشمِ تر مجھے

کب ملی فرصت گریبانِ صبر کو چیر کر
چاک کرنا ہے ابھی تو دامنِ محشر مجھے

نوچکر کیون ہیر یہ ابلے کے اودہر آیا کرتی ہین
کیا ملے ہین اسطرح اوڑنیکے خاطر پر مجھے

حسرتِ دیدار مجھہ لگتی ہے اپنی یار کو
آنکھہ کے ڈورے سے بنوانا ہی اب مسطر مجھے

آگیا جسدم عرق اوسکے رخِ پُر نور پہ
ماہِ تابان پر نظر آنے لگے اختر مجھے

جامۂ عریانی تن چاک ہو مثلِ کتان
گر ہلالی تیغ دکھلائے مرا دلبر مجھے

ناتوانی سے پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
لے اوڑی ہین ہوش میری نا فلک اکثر مجھے

وصف تیری بے دہانی کے جو ہین وردِ زبان
اسلیے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے

انتظارِ نامۂ جانان نے زار ایسا کیا
لا لے خط جبتک صبا لیے اوڑی صرصر مجھے

وان قبا تو نے اوتاری یار بہرِ خوابِ ناز
یان جنون نے اپنی جامے سے کیا باہر مجھے

خانہ بردوش اس گلستان مین رہا مین عمر بھر
ہون وہ بلبل آشیان ہین میرے بال و پر مجھے

وہ نشانہ ہون جہان تیغ ہوگا اوڑکر جاونگا
انتہو او ظالم ترے تیرون نے بخشے پر مجھے

وصفِ چشمِ مست کچھ کیکر اگر مین ہی رہون
صورتِ مینا کہی قلقل لبِ ساغر مجھے

کعبے اور بتخانے جانیسے بھلا کیا کام تھا
تیرے گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے

شکر اللہ گر کبھی ہوتا ہے دردِ استخوان
دیکھہ جاتی ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے

اس زبان سے کیا کرون مین ساقی کوثر کی مدح
یا الٰہی دے زبان موجۂ کوثر مجھے

[illegible]

ہوا جبکہ جو ٹوٹتا ہے کبھی
آنکھیں نرگس ہیں رخ ہے گل قد سرو
کام پوشاک سے نہیں ہمکو
دی سلیمان کی اوس پری کو قسم
زلف نے نقد دل کیے ہیں جمع
پھوٹے ہیں گور کے کنارے ہم

آبلہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے
تو نواے گل چمن سراپا ہے
عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے
اسطرح شیشے میں اوتارا ہے
انپہ یہ سانپ کوڑیالا ہے
ہم سے ابتک نہیں کنارا ہے

جرم گویا کے بخشوا دینا
یا محمد فقیہ تیرا ہے

سایل ہوں اور تیر کا اوس خانہ جنگ سے
مستی میں توڑ ڈالا ہے شیشوں کو سنگ سے
ابرو نے تیغ تیز سے مجھکو کیا شہید
اور رشک نخل طور ترا سایہ گر پڑے
پہلے ہی محتسب کے اوٹھیں سر توڑ دیے
ہر دم نہ منھ کو دیکھ مرے سر پہ توڑ ڈال
ای محتسب تو اسکو مرے سر پہ توڑ ڈال
مطرب بھی روئیں سنکے مری نالوں کی صدا
مطرب نے ہجر یار میں چھیڑا اوسے اگر

گویا زبان ہے زخم کی منھ میں خدنگ سے
خود محتسب ہوں نشہ مے کی ترنگ سے
مژگان نے ہے چھیدا ہے نگہ نے خدنگ سے
مثل عقیق نکلے گی خنجر دم میں سنگ سے
آخر وہ شیشے توڑیگا اک روز سنگ سے
آخر بنا ہے آئینہ اے طفل سنگ سے
بھجوائے شیشے ساقی نے لوگوں کی سنگ سے
افزوں ہے جام جم کہیں جلترنگ سے
آواز گریہ آئیگی پھر تار چنگ سے

۳۳

[illegible]

دیکھ کر دیتے ہین بت ہاتھ سے کھو ولت فقر | شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے
عرق آتا ہی جو ابرو پہ تو کہتا ہی وہ شوخ | آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے
غم مین اوس ماہ کے بن جائیگا شکل مہ نو | چرخ کبھی آج کل انگشت نما ہوتا ہے
غل مچایا ہی جو زنجیرون نے ای زندانیان | قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے
ہاتھ رکھتا ہی وہ بت اپنی بھوون پر اسطرح | جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے
تھا گرفتار شب و روز نگہبانی مین | ہم جو اب چھٹتی ہین صیاد رہا ہوتا ہے
پھر بہار آتی ہے ای خار بیابان جنون ہے | آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے
ہے رخ پنجۂ مژگان ترے ابرو کیطرف | ماہ نو ہیچ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے
ایسی نفرت ہی کبھی تیر لگاتا نہین یار | میری مٹی سے جو تو وہ بھی بنا ہوتا ہے
ہے مری طالع خفتہ کا جگانا مشکل | شور محشر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے
مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ | وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہ سے نکلتی نہین اوسکی آگے
مجھے حیرت ہے کہ گویا تجھے کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کی ہوئے اور نہ ہم زمین کی ہوئے | جو تیری دل سے گری ہم نہ پھر کہین کے ہوئے
گدا جو کوچۂ گیسوی عنبرین کی ہوئے | تو بادشاہ خطا کے ختن کے چین کی ہوئے
نہ اپنے گھر گئے نہ ہم کوے نازنین کے ہوئے | ہوئی جو آپ سی باہر نہ پھر کہین کے ہوئے
انھین کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ | مین کیا کرون کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

ترے ہر نقش پا کی جو گرفتہ ہیں آ کے دل کیا ہوا تجھ سے
نہ کیونکر الجھی گویا یار کی زلف دوتا تجھ سے
گنہ کرتا ہوں پر امید بخشش ہے خدا تجھ سے
نہ کیوں محروم میری سر کو تو خشت سر خم سے
گئی ہیں پیچ کیا کیا سر چڑھی ہے آخر اوس بت کے
بنایا ہے پریشان تو نے مجھکو اے سیہ بختی
خبر کیونکر ہوئی مجھکو ہماری بیقراری کی
لیا ہے دل جو میرا تو نے چشم مست دکھلا دے
جو تیرا نام لوں زخمی کی منہ میں پانی بھر آئے
ہر اک روزن ہے اختر ماہ تو ہر حلقۂ در سے
گریبان پھاڑ کے از خود بہر استقبال آئیگا
چلے خط لیکے سوئے یار کشتی جو قلمدان کی
کسی بے جرم کی گردن پہ یہ آکر ٹھہرتی ہے
گرے ہیں یار کی نظروں سے ہم بھی اشک کی صورت
کیا غم تو نے تو شاید ہم سیہ بختوں کے مرنے کا
اگر خط غیر کا لے ہاتھ میں جانان جلا دینا
جو اوس کوچے کا پھرنا یاد آئے میری پانو تکو

کمان کی طرح ان تیر نگاہ سے کیوں پھر گیا تجھ سے
کہا مشک ختن اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھ سے
ستم مجھ پر کرم تجھ سے خطا مجھ سے عطا تجھ سے
تمنا عالم وحشت میں ہے یہ ساقیا تجھ سے
رسائی سیکھے واللہ اے زلف رسا تجھ سے
کھنچا ہے خوب نقشہ گیسوئے دلدار کا تجھ سے
تری انگلی نکی مچھلی لیے شاید کہ دیا تجھ سے
عوض شیشے کے ساغر مانگتا ہوں ساقیا تجھ سے
ملا ہے اے زبان تیغ قاتل کیا مزا تجھ سے
مکان یار کا کہتا ہوں اے قاصد پتا تجھ سے
اگر ہے آستین دست جنون باہر ہوا تجھ سے
دم تحریر کیا اے چشم تر دریا بہا تجھ سے
اگر اے دوش قاتل تیغ ہوتی ہے سوا تجھ سے
عجب کیا ہے جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجھ سے
جو مدت سے صنم سر پہ اٹھانا حیف گیا تجھ سے
تمنا ہے یہی اے آتش رنگ حنا تجھ سے
نکل جائیں صدا کی طرح اے زنجیر پا تجھ سے

۸۵

پھر سرِ نَو کا ہوا اون یہ گمان
پھر مجھے اللہ دے صبر و قرار
رہتی ہے پھر سینے مین تصویرِ یار

پھر مہینے بعد وہ آنے لگے
پھر سبب ترساہین ترسانے لگے
دل کو پھر اسطرح بہلانے لگے

پھر خیالِ زلف ہے گویا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آٹھ پہر چشمِ تر ایسی
کیا وصف لکھون کاکل و رخسارِ صنم کا
کس نے یہ گلائی اوس رخِ روشن پر ہوا ہے
اسواسطے ہے ضبط کہ تا عرش نہ جل جائے
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے
کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا
دیکھون جو رخِ یار مین آئینے کے بدلے
مین کیا کہون جو صبحِ جدائی نے دکھایا
جسطرح کہ ہو پیش گہرِ دانت کی دانے
کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی
تیغ و نگہ و تیرِ مژہ روکے جو ہر دم
ای جور لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت
افسردہ ہوا ہے مرے دم سرد سے عالم

کیون رہنے لگی شدتِ دردِ جگر ایسی
دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی
چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی
آجائے کہین لب پہ نہ آہِ جگر ایسی
لیکن نہ بنا پھر دہن ایسا کمر ایسی
ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی
کٹ ہوگی بسر مجھسے یا رب سحر ایسی
ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسی
آگے ترے دندان کی ہے قدرِ گہر ایسی
ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی
جز داغِ جگر لاؤن کہان سے سپر ایسی
صورت نہ پری کی ہے نہ شکلِ بشر ایسی
ٹھنڈی نہین ہوتی ہے نسیمِ سحر ایسی

[illegible]

حال جس سطر مین ہوتا ہی مرے رونے کا
کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی رخ کا مذکور
ہین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد

دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے
شام سے ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے
اک گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون در دندان کے جو روتا ہون گویا
آنکھ سے اشک نکلتی ہی گہر ہوتا ہے

دم ٹھہر جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہے
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
خط ہوا اشک روان ہی نہ یہ قاصد مژگان
آسمان کی ہمین گردش ہی نسان کی گردش
لاکھون عاشق جو وہان نقش بدیوار ہین ہیچ
بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھا تو کہا

دیکھیے تو جی ہی نکلے نہ نگہ تیر یہ ہے
جوہر تیغ نہین ہے خط تقدیر یہ ہے
پیچ مین آئین گے اوس زلف کی زنجیر یہ ہے
چشم مژگان تری مضمون کی تاثیر یہ ہے
گلستان یہ ہی نہین حسن رخ یہ شمشیر یہ ہے
کوچۂ یار ہے یا گلشن تصویر یہ ہے
رخ گلرنگ ہی زلف گرہ گیر یہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کے کرون کیا گویا
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تیر یہ ہے

لگا کر دل بت نا آشنا سے
سوال بوسۂ لب سے رکے تم
ملا یا مہر وش نے بار ہا سنگ

عبث ہم پھر گیے اپنے خدا سے
لگے چڑنے فقیرون کی صدا سے
نہین نسبت تمہارے نقش پا سے

[illegible]

بے زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
ہاتھ مین کاسۂ سر لیکے لحد سے نکلون
دیکھون اب کس سے نشان ابرو کمان ابرو کا
جبینون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک
یاد گیسو مین سدا اژدھانپ کی منہ دھرتا ہون
کس سے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال
اکدن شہر خموشان مین دلا جاتا تھا
زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب

باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے
ابھی گر یاد کرے ساقی مینوش مجھے
لب سوفار نظر آتے ہین خاموش مجھے
زیر لب بتاہی جو کہتے ہین کتا ہنوش مجھے
ایک زنگی نے کیا خلق سے روپوش مجھے
نظر آتے ہین لب گور بھی خاموش مجھے
للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے
دل ہو کعبہ ہے کرتا ہی سیہ پوش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین پی جاتا ہون مین گویا
یاد جب آتا ہو وہ ساقی مے نوش مجھے

چمن مین گلمین شیشہ نہین شراب پرتگالی ہے
فلک بھی ساقیا مست شراب پرتگالی ہے
ستم کی کونسی بات ان ستمگار عنکی خالی ہے
رکگا منع گر ناصح تو پھر ہوگی شکر رنجی
رخ پر نور پر تیرے نظر آجا جب ابرو
نعمان من ان کی میری اور خمیدہ دکھلا قامت
چمن مین خط ساقی نے دکھایا سبز باغ ایسا

ہولے آغوش اپنا فرقت ساقی مین خالی ہے
نہین یہ ماہ نو تلوار ستی مین نکالی ہے
نگہ مین تیر آنکھو نہین غضب مژہ نہ کالی ہے
زبان پر یار کا افسانہ شیرین مقالی ہے
الٰہی جیشہ خورشید مین کشتی ہلالی ہے
کہا کرتا ہی وہ مجکو فغانی ہے ہلالی ہے
پیالی گلکی نظرون مین زمرد کی پیالی ہے

جلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبد خدا کیواسطے
باوفا تھا مرگیا اک بیوفا کیواسطے
باغبان دیوار گلشن تک تو آنے دے مجھے
بے طلب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون
آ لگی گردن وہ عاجز ابرو کا خیال
ای ہما بیش فقیری سلطنت کیا مال ہے
اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہے خضر
عید مرنیکی بھی ہمین ہمکو طفلان حسین
منھ دکھا عید اک مہینے کو تو ای خورشید رو
بلبلو عریان وہ ہون بہاون اگر گلشن کو مین
چھوڑ دنیا کو قناعت بیٹھ گیج فقر مین
جانب گلشن مجھے صبا دلیجا تا نہین
ہوگیا نایاب جب عقدہ یہ تب ثابت ہوا
خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہر گز ڈر نہین
ہون وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن

کبر زیبا ہے جناب کبریا کیواسطے
ہم آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے
قینچیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے
منت عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے
تیغ ہو محراب بھی دست دعا کیواسطے
بادشہ آتے ہین پابوس گدا کیواسطے
خون یہ کسکا ہو گیا آب بقا کیواسطے
لین ہماری خاک کی گل آسیا کیواسطے
ماہ نو ہی سر جھکائے التجا کیواسطے
دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے
خاک ست سر پر اوڑا ظل ہما کیواسطے
تو ہی از خود رفتگی کیجیئے خدا کیواسطے
اوس کمر کی دید ہے اہل فنا کیواسطے
ہے جگہ آنکھون مین اے دل توتیا کیواسطے
ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

فلک زار مصیبت تنیدہ واو یلا
یہ کیا الم ہے جو ہے داو مصیبتا لب پر
ملک ہے صبح گریبان دریدہ واو یلا
ہر ایک گلشن عالم میں مو پریشان ہے
چمن میں سنبل تر زلف سوگواران ہے
ہر ایک شاخ اوٹھا کے ہاتھ ماتم
ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے
گلی جو چلی تو آواز آئی نالون کی
چمن تمام پر لبریز شور و افغان ہے
اوڑا رہی ہے صبا خاک صحن گلشن میں
گلون کا چاک گریبان ہے ٹکڑے دامان ہے

نظر جو نیچے ہے ابر نو خفقان ہے
جو دیکھو ابر کو وہ زار زار روتا ہے
کرنغمہ کی بجا تو نہ ار سوز در دجب ہے
اب ابر کرم ہے بازار میں
بی ہے چادر لہذا ب تو فرقی ہے
نظر میں گنبد گردون ہے گنبد در
اب ہے قتل کو ماتم
دو فرغم سے تعجب نہیں اگر م

انحطا میں لگھنی ہے حقیقت کچھ دل افگار کی
کیجیے تو اب کیا کیا اوس پری رخسار کی
ہجر کی شب بس یہی ڈر ہے جھپکجای نہ آنکھ
جا لگی گلچین گئے شعلے شاخ گل کی عندلیب
سرخی لب کے تصور نے لگادی دل میں آگ
مر گئے ہیں ہم ولے آنکھیں کھلی ہیں دیکھ لے
پھر لگا تلوار قاتل سنتے ہیں زخم بدن
دیکھ لینا مر گیا جس روز میں دل سوختہ
میں ہون ای جراح کشتہ اوسکے خط سبز کا

چاہیے بہر قلم منقار موسیقار کی
نازکی انداز کی رفتار کی گفتار کی
منتیں کرتا ہون کیا کیا دیدہ بیدار کی
دیکھ لیتا باغ میں جب آہ آتشبار کی
آتش یاقوت سے گرمی ہی یان بازار کی
دیدہ مردون کی بھی رہی حسرت تری دیدار کی
زعفرانی دیکھکر رنگت تری دستار کی
سرد ہو جائیگی یہ گرمی ترے بازار کی
زخم پر پٹی لگانا مرہم زنگار کی

آپ سے گذری جو گویا ہو گئی تو دیا رنگ
بیخبر جب ہو گئے پائی خبر تب یار کی

ترکیب بند

یہ کیا الم ہے جو ہے چاک چاک جیب سحر
ہے چاندنی میں دلا سیل اشک کا عالم
سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود
بنا ہے چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم

یہ کیا الم ہے جو ہے خورشید ننگ برہنہ سر
ز فور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر
برنگ داغ دل ماہی ہر اک اختر
ہے برج آبی گردون شکل دیدۂ تر

چمن میں ... بھی ... اوس ... ہے
... آج ... دل ... گریبان ...
... دیدہ ... صبا ... خستہ ...
کسی ... اوسکا ... سر ... میں ...
... سر ... گلشن ... ہے
... اعدا ... دور ...

[illegible]

مجھے ہی رنج کسی حور کی جدائی کا
جہان آنکھوں مین تاریک اسقدر ہی کہ اب
مدام رہتی ہی اب آہ گرم شعلہ فشان
جو میری حال ہی ہوتی ہی گر کبھی آگہ
بہ جیہ نیش الم نے یہ کاوشین کی ہین

قریب مرگ ہون مین اور ہی وہ مجھسے دور
نظر مین ایک ہین لیل و نہار ظلمت و نور
عجب نہین ہی گرین کر کباب کی طیور
تو نالے کرنے مین کرتی نہین ہی حور قصور
دل و جگر کو بنایا ہی خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
ز تیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس
بھلا ہو خاک مری زیست جب جلا ہو جاے
ملا یا خاک مین اوس شکل ماہ تابان کو
خیال یار جب آتا ہی روکے کہتا ہون
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن
مری الم مین بگر روئین یہ مری آنکھین
نہ آشنا کوئی گل ہی نہ کوئی بلبل یار
چمن مین پھیر لی نرگس نے مین آنکھ اب مجھسے

مہ دو ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس
انیس جان دلارام نکتہ دان افسوس
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس
کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
کہ لیلی کا ہی کو سوسن بصد زبان افسوس
دہن کرے مرا افسوس با زبان افسوس
ہی مثل سبزہ بیگانہ بوستان افسوس
نہین نظارے کے قابل ہین ناتوان افسوس

بگریہ آیم اگر گل بباغ می خندد
بگریہ آیم چو بلبل بباغ می خندد

۹۱

جنون ہوا تری فرقت مین اب ہو نہین مجنون
سر اپنا پھوڑا ہے پتھر سے اب ہو نہین فرہاد
ہر ایک دم تری فرقت مین ہے دم جنجر
ہر ایک مو بدن پہ ہے نشتر فصاد
خیال مین تری آنکھون کے ادا کی
مدام روتا ہون راتون کو پڑھ کے سورہ صاد
جو یاد آتی ہے گردن تری تو کہتا ہون
لگے ہے پر اپنے روان پیچ خنجر فولاد
خیال قد مین ترے سائے مین لپٹ کے روتا ہون
اب ہمین سرو صنوبر ہو یا کہ ہو شمشاد

وسیلہ دفن نہین بھولتا ہون تری یاد
وفور غم سے ہم ہر چند خود فراموشی
وہی بکا وہی زاری ہے اور وہی فریاد
کسی طرح سے سمجھتا نہین دل ناشاد
میں کیا کرون ہمہ دم غم و محنت تاب
اٹھو گذشت ہے ہجر تو اضطراب
تری جدائی مین ہوش نہ رہا
سبب سمجھا ہے پر کچھ نہین سمجھا
نہ کچھ ہم و ہے قدر اور نہ کچھ
صورت ... نہ برگ گل ہے مین اب

اکیلا راتون کو روتا ہون ڈھانپ ہاتھ کی منھ	بیابان مین کس کرون آہ یہ غم پنہان
گیا جو زیر زمین تو ملنے میری جان آرام	پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان
قرار و صبر فقط تھا ترے سبب دل کو	جو تو ہی پاس نہین پھر قرار و صبر کہان
کبھی مین سر در و دیوار سے پٹکتا ہون	کبھی مین کہتا ہون اب گور ہے خانہ زندان
کبھی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا مرے اللہ	کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران
فلک نے دیکھے ہین میری جو صدمۂ شب ہجر	طلب ہلال سے کرتا ہے پھر نالہ زبان
برنگ شمع جو ہون ایجان بقرار لیسا	جو موتی ہاتھ مین لون ہو وہ گوہر غلطان
اگر مین نالہ پر درد کرکے رونے لگون	زمین کانپ اوٹھے رد ہو گنبد گردون

فلک بگریہ در آید ز اشکباری من
زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہون دہر کا کیا بھروسا ہے	یہان پہ آیا جو وہ ایکدن روانا ہے
رہے نہ حضرت یوسفؑ نہ حسن پاک ونکا	رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اونکا ہے
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیس فرہاد	نہ اب جہان مین وامق ہی اور نہ عذرا ہے
نہ اب ہی قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم	نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی	سو اونکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ گل ہی گان ہین اونکے نہ آنکھ نرگس کی	نہ مثل سنبل تر کا کل چلیپا ہے
سر عزیز یہ کہتا جنکے تاج سلطانی	ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کھاتا ہے

٩٢

[illegible]

[illegible]

دیوان

رواں ہی آنکھ سے دریا لگی ہی دلمین آگ امید وصل نہین تا بہ زیست یا قسمت	ہوا ہون مین تری فرقت مین غرق آتش و آب دکھائے دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید ہست کہ گر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و اے جان بتو وصال شود

بلا ہی جسم ہی جان اور وبال دوش ہی سر نہو گا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال اگرچہ کہنے کو گویا ہون خلق مین مشہور کسی نے بات جو کی رو کے بس جواب دیا الم گذرتے ہین جو جو خدا ہی واقف ہے نہین ہے اسکا بھی کچھ غم اگرچہ ہی تیر دھیان جو تو ہی پاس نہین کیا کرونگا مال و منال تری مزار پہ جاروب کریے مژگان سے ہوس نہ ملک کی دلمین نہ مال کا ہی خیال	ہر ایک دم دم خنجر ہر ایک مو نشتر ستم رسیدۂ ہجران و بیکس و مضطر تری فراق مین پر ہون خموش آٹھ پہر کسی نے حال جو پوچھا دکھا دیا داغ جگر ہزار داغ مصیبت ہین اک مرے دلپر نہ اپنے جی کا مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر فقیر ہون یہی آتا ہی اب خیال اکثر چھڑکیے پائی طینت سے آب دیدۂ تر نہ آرزو مجھے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون نماند تمنا دگر امید شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا اگر ہو نجی دین کی رہبر کو	سد معاد ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

۹۳

فرشتون نے کہی شبیر کا سر دیکھ نیزے پر
شہیدون کا کیا سردار حق نے ابن حیدر کو
زمین و آسمان کیون نہ پھاڑے جیب ...
...

حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغرِ بے شیر
غضب ہی جسکا پدر ہو وہی ساقی کوثر
چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباسؑ
کہا امام نے صابر ہون ورنہ مثلِ پدر
امام کہتے تھے ہونگا مین ان زمین شہید
ہوا شہید جو فرزند مصحفِ ناطق
پیادہ لے گئے تا شام اوسکو کر کے اسیر
یقین یہ ہی کہ تری مغفرت ہوائی گویا

صدای گریۂ زہرا جو آئی باہر سے
جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے
کنار نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے
نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے
ہو جا ہون قلعے او کھاڑون ہزارون خیبر سے
سنی ہی مینے خبر بار ہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
صدا تلاوت قرآن کی آئی تھی سر سے
محال او ٹھنا تھا جس ناتوان کا بستر سے
بکمال تجکو محبت ہے ابن حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے مجرائی یہان رنج بھی راحت ہی
آگے ہی سرِ سرور نیزے پیچھے شہیدون کے
وابستہ سلاسل ہے دیکھا تو کہا شہ نے
زینب نے کہا بیٹے مرنے کو مری جائین
اکبر نے کہا رو رو مین عدہ کر آیا تھا
تنہا تھے کھڑے سرور آسکتے نہ تھی اعدا
نوشہ جو بنا قاسم ماں کہتی تھی قاسم کی

گر سر چڑھے نیزے پر معراج امامت ہے
کیا خوب امامت ہی کیا خوب جماعت ہے
زنجیر کو عابد کے اب ہاتھون کی بیعت ہی
پر یہ نکہی کوئی شبیر کی رخصت ہے
صغرا کے نہ لانے کی کیا مجکو ندامت ہے
ہیبت یہ شہِ دین کی اللہ کی ہیبت ہے
چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

[illegible]

یہ شاہ کہتی تھے بانو سے دیکھ مقتل کو	چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا
سنان پہ دیکھکے سر شہ کا لوگ کہتے تھے	نئی طرح کا ہی یہ برج مین نشان کیسا
جو لائے خیمے مین اصغر کو شہ تو بولی حرم	لہو ہی حلق سے یا شاہ دین روان کیسا
تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشان حال	چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا
جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو ہی چھوڑا	قلم ہوا ہے پیمبر کا بوستان کیسا
موے یہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی	مری نبی کو بنایا ہے خونفشان کیسا
شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلین گے ہم	علی کا پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا
ستم ہوا ہی کہ باد خزان اعدا سے	خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا
کریم بخش دے تو اوسکے سب گناہونکو	ترے حسین کا گویا ہی نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے مجرئی کو اطاعت حسین کی	مغفور پہلے ہو گی جماعت حسین کی
مشکین بہا کی ریت پہ ہنستے تھی اہل شام	تغییر تھی جو پیاس سے حالت حسین کی
روتی تھے زار زار ہمیشہ بہشت مین	کرتے تھے جبکہ یاد مصیبت حسین کی
سجدے مین سر جھکا دیا محراب تیغ مین	زخمون سے طاق ہو گئی طاقت حسین کی
بیعت طلب حسین سے کی ظالمون نے ہاے	واجب یہ تھا کہ کرتے وہ بیعت حسین کی
بیٹھے تھے سر شہیدون کی آگے سر امام	دیکھو فنا کے بعد امامت حسین کی
خنجر چلا کیا نہ اوٹھی سجدہ سے جبین	افزون ہی سب جہان سے عبادت حسین کی

[illegible]

شہ کہتی تھے یعقوب سے یوسفؑ تو ملا تھا
اکبر نے شبِ عقد جو قاسم پہ نظر کی
جو زخم تھا سو گل کی روش آہ تھا خندان
زندان مین گئی ہائے جو وہ زینتِ جنت

کرتا ہون بیان شاہ کا روتا ہون فی نزات

مجرئی باندھی شقی ہای وہ زنجیر مین ہاتھ
سینۂ شاہ شہیدان تھا سنان کا مشتاق
خون ناحق کا وہ شبیرؑ کا ہو گا شاہد
ہو گئے زینبِ مظلوم کے بیٹے جو شہید
مارا دلبند یداللہ کو جس شخص نے تیر
شہ کو تلوارین لگاتے تھے شقی دیکھ فریب
کیا کہون اہل حرم روئے جو وقتِ رخصت
ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے
محو تھے ذکرِ خدا مین شہ دین وقت نماز
کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ
سر نے کی آگے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے

لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا
آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا
سرور کا تن پاک گلستان نظر آیا
بہتر کہین جنت سے وہ زندان نظر آیا

گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

یہ بقائی فرزند جو کہ ہے تنویر مین ہاتھ
خواہشِ تیغ مین سر تھا طلبِ تیر مین ہاتھ
آئیگا روز جزا شمر کا تقریر مین ہاتھ
رونے شہ ڈال کے پھر گردنِ شبیر مین ہاتھ
کام سے جا تا رہا اوسکا جس اک تیر مین ہاتھ
تھی زبان ذکر مین مشغول تو تدبیر مین ہاتھ
شہ نے باندھ کا دیا جب کفِ شمشیر مین ہاتھ
ایک تھا ہائے کفِ ظالم بے پیر مین ہاتھ
دہنِ زخم سے مشغول تھے تکبیر مین ہاتھ
نہ اوٹھے وقت نماز اوسکے جو تکبیر مین ہاتھ
اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر مین ہاتھ
نظر آیا جو اوسکین قبضۂ شمشیر مین ہاتھ

بادشاہ ہندوستان کو ... بادل ... فضل علی ... ایمان ہو گیا [illegible]

بند

بیچ میں ... اہل بیت ... بنت زینب ... سکینہ [illegible]

ہائے پیاری ... بنت زینب ... اصغر [illegible]

بند ۲

جب ... دین ... خالی ... اصغر [illegible]

اصغر ... [illegible]

جب ہوئے رخصت مزار شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی

بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے
ہائے ان ہاتھوں سے کیا کیا کر چلے

روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہو جہان تاج سلیمان جاہ کا

گھٹنیون بھی تم نہ ای اصغر چلے
چرخ پہ بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کی گویا ہون شاہ
تیر اور تلوار دشمن پہ چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہو گیا
ای سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا

باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تھا روے خندان ہو گیا

گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیرؑ پر
مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا

اسقدر عباس نے کھائے تھے زخم تیغ و تیر
دم مین وہ گل سا بدن رشک گلستان ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائین پھینکدین
چاک جب صبح شہادت کا گریبان ہو گیا

حضرت مسلمؑ نے کوفے سے یہ نامے مین لکھا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہو گیا

یک قلم کٹ کٹ گرے جب نونہالان حسینؑ
عاقبت باغ امامت صاف میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرانے لگا
خاک و خون مین جب شہ شبیرؑ غلطان ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر
خون سے تر عمامۂ شاہ شہیدان ہو گیا

بند ۳

کہتی تھی بانو بیٹے ... جب ... [illegible]

اور جا لگا ... بیٹے کے ... جبری بان ... [illegible]

ہان ہون میں ... سر ... [illegible]

ماہ ... ٩٧

بند ۴

سمجھانا ... شقی کہ سکینہ ... [illegible]

لگا ... بڑھ سکا ... پیاس ... ساری زبان پر

مطلق رہا نہ ... ید اللہ کا خطر

دو ٹوٹا ہاتھ اوسنے ... ہر ... واسطے

بند ۵

تھی لہر اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنائے خلد

زندان ہوا نصیب ... یہان ... خلد

... واسطے ... جلا ... خلد

... یاد ہو گئے ... چادر ... واسطے

بند ۶

زینب یہ کہتی تھی ... ڈال ... [illegible]

ای ... بھائی کی بھائی سے ... [illegible]

آخر کو ... کے واسطے

بند ۷

دینی رہی ندا ... [illegible]

صغرا کو

صغرا کو ناگوار جو تھی فرقتِ پدر لا ئے الٰہی جلد مرے آپ کی خبر	کہتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندھکر شہپر ہے یہ نامہ کبوتر کیواسطے

بند ۸

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا رو رو کے ظالموں سے سکینہ نے تب کہا	بہرِ حرم جبکہ سر سے لگے چھیننے ردا چادر تو چھوڑ دو مری مادر کیواسطے

بند ۹

جب سر حسینؑ ابن علیؑ کا کریں جدا یہ کس حدیث کون سی آیت میں ہے روا	کیونکر برا نہو وے بھلا فوج شام کا آلِ نبیؐ کو قتل کریں زر کیواسطے

بند ۱۰

زینب پکاری قتل کیا سبکو ظالمو سر پر ہمارے ایک تو سرور کو رہنے دو	اتنا تو رحم حال پہ کیجئے ہوئی تم کرو دیتی ہوں تمکو روح پیمبرؐ کیواسطے

بند ۱۱

تمنے تو شامیو نہ کیا پاس مصطفےٰؐ یہ کیا جفا و جور ہے ای قوم بے حیا	ہو کسکے دین میں کون تمھارا ہے رہنما سبطِ نبیؐ کی عترتِ اطہر کیواسطے

بند ۱۲

آیا جو غیظ میں پسرِ شاہِ ذوالفقار حضرت کے ہاتھ میں ہے وہی تیغ آبدار	اہلِ یقین کانپ کانپ کے بولی وہ بدشعار اوتری تھی آسمان سے جو حیدر کیواسطے

مخمس

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
روضہ ہے جس مین خیر الانام کا

یا شاہ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا
تھوڑی سی جا ملے مجھے بستر کیواسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا
مجرائی ہون حسین علیہ السلام کا

ہاتف ذکی ندا کہ سخی کا ہے سربلند
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو ابلتا زمین سے آب
محتاج تھا وہ آپ ہی پانی کے جام کا

شہ غیظ مین جو آئے تو ہاتف ذکی ندا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا

کرتا مین غزال حرم کو بھی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا

کم تھا نہ کربلا مین تجلی طور سے
جلنا حسین ابن علی کے خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کی ہون عدو
ہو کیون نہ منہ سیاہ بھلا فوج شام کا

کوفے سے خط جو آئے حرم مین تو بولی شاہ
مضمون یہی ہے طور اجل کے پیام کا

رو رو کے کہہ رہے تھے ہم حاملان عرش
بلوا ہے خاصگان خدا پر عوام کا

کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب قتلگہ مین نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگون ہوا لباس حسن سبز فام کا

خون دیدۂ فلک سے روان کتنے دن رہا
غم اسقدر ہے یاد شہ تشنہ کام کا

کرتے نہ کیون امام کو مردود بے نشان
منظور تھا مٹانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا

۹۹

	تو اوسکے سوگ مین لعفون نے پیچ و تاب کیا
کبھی یہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر یہ کہا ہی جاتا تھا سوزِ الم سے دسبکا جگر	کبھی پکارتے تھے اے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حسین رض کہتے تھے اکبر کی لاش پر جا کر
	تمھارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا
جب آیا لاشۂ اکبر حرم کڑھے سارے کہا یہ شاہ نے حسرت سے کرکے نظارے	یہ بانو رو کے لگی کہنے سو گئے پیارے نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کی مارے
	گلے پہ تیر جو آ کر لگا تو خواب کیا
یہ غم سے بیٹی کہ لس نیلا کر دیا منھ کو مگر نہ اوسنے کیا شرم سے سیہ منھ کو	لہو یہ روئی کہ گلرنگ کر دیا منھ کو نبی کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو
	دلھن نے عزت قاسم کا کیا حجاب کیا
نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادی کے ہنسی تھی تھے ہاتھ ہی گیا اوس امام زادی کے	چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادی کے گلے مین طوق بھی تھا اوس امام زادی کے
	خدا نے جسکے تئین مالک الرقاب کیا
ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا	یہ فرط ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادہ
	عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا
وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین	تو یاد آتی لب خشک سید الکونین

علی کی روح جوان فاطمہ کے سب دلبند
زیادہ رہتے ہین تمام و ماہ سے وہ چند
سو منتخب ہوئے اس طرح وہ سعادتمند
جو تندرست تھے اونکو کیا خدا نے پسند
جو ناتوان تھے اسیری کو انتخاب کیا
جو ہین جناب نبی شہر علم خالق کے
تو ہے علی در دل کو مناسبت در سے
یہ وہ حدیث ہے گویا اسی پہ دال ہے باب
فصیح خالق عالم نے علم کا اپنے
نبی کو شہر کیا اور علی کو باب کیا

تاریخ دیوان تصنیف

ورنه او کے سر دنیا دارد	روی دل جانب عقبیٰ دارد
دست او وقت جهادِ اصغر ✣	دل او محو جهادِ اکبر
سرورِ لشکرِ اہلِ اسلام	روح در پیکرِ اہلِ اسلام
چشم او ہست حیا آلوده	دل او ہست وفا آلوده
وعده اش صادق و عهدش واثق	زین جهت شرم ہست زیاده لائق
دخل اغراق بتقریرم نیست	یک علم شبهه بتحریرم نیست
گر پیاده پدرش رو بنهد	اسپ با ساز و یراقش بدہد
سائل اسپ چو گردید دوچار	گرد فی الحال ور افیل سوار
عدل او شرع پیمبر باشد	خویش و بیگانه برابر باشد
سیم و زر بخشد و منت ننهد	مزد بے رنج و مشقت بدہد
صد و سی سال سلامت باشد	ہر دم افزونی دولت باشد
نظم او وزن فصاحت دارد	نثر او سجع بلاغت دارد
مے چکد عشق ز ہر مصرع او	نور صد حسن ہمه مطلع او
قصهٔ عشق ہمه دیوانش	داستان دلِ او دستانش
دفتر شعر مرتب فرموده	گلشنِ نظم مرتب فرموده
سال اتمام و سنِ ترتیبش ✣	گفت دل ہست کتاب گلشن
ایضاً	۴۲ ۱۲ھ

۱۰۱

صد دولت ... بود و زندگانی

با اقبال و با جاه و با کام ...

نصیبش بود صحت و عافیت ...

... بود عشرت و میمنت ...

... بود لطف نظمش به از آب ...

محیط جهان ... فکر ...

... شد و در بر ہر زبان شعرہا ...

... بلاغت نظام ست

... انتظام است ✣

در تاریخ ترتیب دیوان از شیخ امام بخش ناسخ

دیوان یہ سب انتخاب دیکھا

دو آتش خم و کلک او بادہ نوشست	مضامین او ہمہ مستی بجوشست
چو مائل ترتیب و تالیف آن شد	بہر صفحہ رنگ گلستان عیان شد
تالیف و ترتیب دیوان نمودہ	کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہی	کہ ترتیب دیوان ہمایون الٰہی

تاریخ از مضطرب

از نظر دیوان گویا چون گذشت	یا فتم نظمش ہمہ جانان سخن
ہر زمین شعر بر گردون رساند	اللہ اللہ شوکت شان سخن
از محبان شہ مردان چو ہست	چون نباشد مرد میدان سخن
ناظم ملک معانی طبع او	ہست فکرش زیب دیوان سخن
چون کلام خویش را ترتیب داد	شد فراہم جملہ سامان سخن
چون پے تاریخ گشتم مضطرب	گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن
پیش فکر بلند گویا	تاریخ نہ کچھ حساب دیکھا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے	چون سحر اثر کتاب دیکھا
جس دم پڑھے شعر عاشقانہ	بس دل کو پر اضطراب دیکھا
اللہ رے رتبۂ فصاحت	بجد اور بے حساب دیکھا

[illegible]

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی		بولا کہ یہ دیوان ہی گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہی دُر خیز یہ تاریخ ترتیب دیوان ہے ناسخ		نہ یون بے بہا پائی دریائی موتی پروئے ہین لڑیون مین گویائی موتی

تاریخہاے ترتیب دیوان از مرزا فرخ شاعر

شعر فقیر محمد خان کی لسکہ ہین زنگ نقص سے پاک لسکہ ہر ایک ہین غزل مین نقد معانی ہین بے حد جب کیا تقسیم اوسنے دیوان فرخ نے یہ قلم سے کہا		جلسے مین ہین شاعرون کے صاف آئینہ حیرانی زا رنگین جو شعر و سخن کا ہے اوسکے باغ و بہار جوانی زا لکھ دیباچہ باغ و بہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا دریا میں ہے وہ بھری ہے نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ کہ ان ہو عرب اوسکا شاعرون کی جب اپنا دیوان اوسنے بانا سروش غیبی نے یہ صدا کی		ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر سرو دان تری ہے کہ تیغ بران زبان گویا ہی زور طبع و بہادری ہے کرامت شاعری کی تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

تاریخ

[illegible]

سن ۱۰۳ ہجری

اوسکا دیوان ہے مگر مجمع بحر بن سخن
لب ہر اک ساحل و ہر بحر غزل جیحون ہے
سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
کہا فرخ نے کتاب سخن موزون ہے

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا جل و علا اور نعت محمد مصطفیٰ
ختم الانبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
واضح ہو کہ دیوان بلاغت و فصاحت
نشان فقیر محمد خان اد خلہ اللہ فی الجنان کا
مطبع فیض منبع جناب منشی نولکشور
بمقام لکھنؤ ماہ نومبر ۱۸۸۳ء میں
چھاپا گیا فقط [illegible]